ماہنامہ
ملیہ
فیصل آباد
پاکستان
رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق اگست، ستمبر 2012ء
www.milliafsd.com
شهر رمضان الذى أنزل فيه القرآن
هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان
مدیر اعلیٰ و سرپرست
ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

یادِ مدینہ

رمضاں کا جو مہینہ آیا
یاد رہ رہ کے مدینہ آیا

ہاتھ اُٹھا کر جو دُعائیں مانگیں
ہاتھ رحمت کا خزینہ آیا

بارگاہِ نبوی ﷺ میں پہنچے
جیسے ساحل پہ سفینہ آیا

حوصلہ سامنے ہونے کا نہ تھا
مُنہ چھُپائے یہ کمینہ آیا

تن بدن کانپ رہا تھا میرا
اُف، ندامت سے پسینہ آیا

عرض کرنا تھا دلِ زار کا حال
کچھ سلیقہ نہ قرینہ آیا

آہ افسوس! صد افسوس نفیسؔ
فصلِ گُل میں بھی نہ پینا آیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے۔

رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ جلد نمبر 8

بمطابق

جولائی / اگست 2012ء شمارہ نمبر 9

بیاد

حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ

خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ

بفیض

حضرت سید نفیس الحسینیؒ

رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ و سرپرست

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مدیر

نائب مدیر

فی شمارہ 25 روپے — پاکستان میں سالانہ 300 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 45 امریکی ڈالر

رابطہ کے لیے

ماہنامہ ملیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

041-8711569

0321-6611910

ناشر...... حبیب الرحمٰن لدھیانوی — مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

Decl No. 3483-85

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

گزشتہ ایک ڈیڑھ ماہ میں ہمارے ملک میں پے در پے واقعات اس تیزی ہے سے رُونما ہوئے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا بڑا مشکل ہے، مگر پھر بھی جزوی طور پر کچھ نہ کچھ لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سب سے پہلا واقعہ یہ کہ ہمارے ملک میں پہلی بار کسی وزیر اعظم کو سپریم کورٹ کے حکم پر مجرم قرار دیکر اس کے عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے جواب میں جمہوریت کے دلدادہ لوگوں نے (جس طرح لوگ کسی کو سزا کے طور پر گدھے پر بٹھا کر چہرے پر کالک مل دیتے ہیں) بالکل اسی طرح وزیر اعظم کو عدالتی سطح پر سزا یافتہ قرار دے کر اس کے عہدے سے ہٹانے کی پاداش میں ہمارے ملکی چہرے پر ایک کرپٹ اور سیاہ ترین شخص ''راجہ پرویز اشرف'' مل دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مقتدر لوگوں کی شروع سے ہی یہ عادت رہی ہے کہ اندر سے چاہے کچھ بھی کر لو مگر ظاہر میں خوبصورتی دکھاؤ، یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہمارے ملک کے مقتدر لوگوں نے ظاہری خوبصورتی دکھانے کی بجائے اپنی اصل شکل دنیا کے سامنے پیش کر دی۔

مجھے یاد ہے کہ ساٹھ کی دہائی میں امریکہ اور روس کے درمیان چاند پر جانے کا مقابلہ ہو رہا تھا، دونوں ممالک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے تھے کہ دنیا کو یہ بتایا جائے کہ چاند پر پہلے کون پہنچتا ہے۔ ان دنوں روس نے چاند پر ایک چاند گاڑی بھیجی، اور اس میں ایک کتا بٹھا کر بھیجا، خدا کا کرنا کہ وہ چاند پر نہیں پہنچ سکی، واپس آ گئی۔ ان دنوں ایک مشہور عالم دین اور سیاست دان

مولانا غلام غوث ہزارویؒ ہوا کرتے تھے، وہ بعض اوقات کسی حقیقت کو مزاح کے انداز میں بیان فرما دیتے تھ۔ انہیں جب روس کی گاڑی کی ناکام واپسی کا علم ہوا، اور یہ بھی علم ہوا کہ اس میں کتا بٹھا کر بھیجا گیا تھا تو انہوں نے اخبار میں بیان دیا کہ ''خدا کا شکر ہے کہ روس کی چاند گاڑی چاند پر نہیں پہنچ سکی، ورنہ کتے کو دیکھ کر چاند والے یہ سمجھتے کہ زمینی مخلوق کا نمائندہ آیا ہے'' مراد یہ کہ زمین پر ایسی ہی مخلوق رہتی ہے۔ اب جبکہ راجہ پرویز اشرف کو وزیراعظم بنا دیا گیا ہے تو ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ پاکستان کی قوم ایسے ہی لوگوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راجہ صاحب نے آتے ہی نیٹو سپلائی بحال کر کے یہ بتلا دیا کہ قومی غیرت وحمیت کے اعتبار سے ہماری قوم ایسی ہی ہے، کیونکہ راجہ صاحب قوم کے منتخب نمائندے ہیں، اور منتخب نمائندے ہی قوم کا تعارف ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی کو راجہ صاحب کے وزیراعظم بننے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اس لئے کہ پارلیمنٹ کی بھاری اکثریت کی حمایت سے وزیراعظم منتخب ہوئے ہیں، اور بقول ہمارے ملک کے منتخب صدر زرداری صاحب ''کہ جمہوریت کا یہی حسن ہے، اور جمہوریت بہترین انتقام ہے'' چنانچہ انہوں نے ججوں اور قوم سے جمہوریت کے ذریعہ کرپٹ ترین شخص راجہ پرویز اشرف کو ملک کا وزیراعظم بنا کر جمہوری طریقہ سے بہترین انتقام لے لیا ہے۔ جمہوریت کا یہ انتقام جمہوریت پسندوں کو مبارک ہو۔ یہی جمہوری فیصلہ علماء، وکلاء، طلبا، ٹریڈ یونین وغیرہ نے نہیں کرنا تھا، بلکہ اس ملک کے سپریم ادارے پارلیمنٹ نے کرنا تھا، سو کر دیا۔

ایک سردار جی اپنے شرارتی طوطے کے ساتھ جہاز میں سوار ہو گئے، جہاز جب چل پڑا تو ائر ہوسٹس نے کھانا وغیرہ دینے کے لئے سردار جی کے پاس پہنچی تو ان کے شرارتی طوطے نے ائر ہوسٹس کو چھیڑا، اس پر ائر ہوسٹس مسکرا دی، دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا، سردار جی نے سمجھا کہ راہ ہموار ہے، چنانچہ انہوں نے بھی طوطے کی پیروی میں ائر ہوسٹس سے مذاق کر دیا۔ اس پر ائر ہوسٹس لال پیلی ہو گئی، اور جہاز کے عملے نے سردار جی اور ان کے طوطے کو جہاز سے باہر پھینک دیا، اب یہ دونوں نیچے جا رہے تھ۔ طوطے نے سردار جی سے پوچھا کہ اُڑنا جانتے ہو، سردار جی نے کہا کہ نہیں، تو طوطے نے کہا کہ ''پھر پنگا کیوں لیا تھا''

ہم نے اپنے چند فوجیوں کو شہید کر دینے کی پاداش میں نیٹو کی سپلائی بند کر دی، اس سے شمسی ائربیس خالی کروالیا، بظاہر یہ ایک بہت بڑی جرأت کا کام تھا۔مگر نیٹو والے ہماری سرشت سے واقف تھے، انہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ ہماری خوشنودی کے لئے اپنی قوم کے پینتیس ہزار سے زائد لوگ مروا کر بھی ہوش میں نہیں آئے تو اب اس جوش سے بھی کچھ نہیں ہوگا۔ سات ماہ کے بعد وہی ہوا جس کا پہلے ہی سے اندازہ تھا۔

ہم نے یہ کام چند عورتوں سے لیا، یہی طریقہ یورپ کا ہے کہ عورت کو آگے کر دو۔ قرآن میں زلیخا کے متعلق بحثییت عورت کہا گیا، اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡم ، یعنی تمہارا مکر بہت بڑا ہے۔ عورت کے اس مکر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھجوا دیا تھا۔ ہمارے ہاں نیٹو سپلائی کے معاملہ میں تین عورتیں کام دکھا گئیں اور ظاہر یہ کر گئیں کہ مردوں کو سیاست کا کیا پتہ۔ پاکستان کی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر، امریکہ کی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن، اور امریکہ میں پاکستان کی سفیر شیریں رحمٰن،۔ بتایا گیا کہ ہیلری کلنٹن نے حنا کھر سے فون پر معذرت کر لی۔ پہلی بات تو یہ کہ معذرت کا کیا مطلب ہوتا ہے، یعنی کہ معذرت معذوری کو کہتے ہیں، دوسرے لفظوں میں مجبوری کہ اس کے بغیر چارہ نہیں تھا، یعنی جو نیٹو نے کیا وہ صحیح تھا پھر بھی ہم معذرت کرتے ہیں۔ ہم نے قبول کر لیا کہ واقعی امریکہ کا ہمارے فوجی جوانوں کو مارے بغیر چارہ نہیں تھا۔ باقی دانائے رزا کہتے ہیں کہ جب ہیلری کلنٹن کی سیکرٹری سے اندر کی بات پوچھی گئی تو اس کا قہقہہ نکل گیا، اس نے کہا کہ جو ہیلری نے اس حوالے سے کہا ہے وہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔

ویسے شرم کے مارے ہمارے حکمرانوں نے کبھی ایسی باتیں عوام کو نہیں بتائیں۔ ہمارے خیال میں ہیلری نے ویسی ہی معذرت کی ہوگی جیسی بش نے افغانستان پر حملہ کرتے وقت پاکستانی جرنیل سے کی تھی، جس پر ہماری فوجی قیادت ڈھیر ہوگئی تھی۔ وہ بھی بش کی معذوری یا مجبوری تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہی کہا گیا ہو کہ اگر آپ لوگ ہماری لئے راستہ نہیں کھولتے تو ہم آپ کے راستے بند کر سکتے ہیں، مثلاً آپ کے اولادیں اور جائیدادیں ہماری حفاظت میں ہیں، ہم ان کو زیادہ محفوظ کر دیں گے۔

کہتے ہیں کہ پاکستان میں امریکہ کے سفیر کیمرون منٹر نے ہماری زنانہ وزیر خارجہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا، اس پر ہمارے غیر مند بڑے سیخ پا ہیں، ہم لوگ تو وہ ہیں کہ اگر امریکی سفیر حنا کھر کی کمر میں ہاتھ ڈال کر ایک طرف لے بھی جاتا تو ہم اس کو اپنے لئے بڑی خوش نصیبی کی بات سمجھتے۔

ریمنڈ ڈیوس نے چار قتل کئے پھر بھی وہ پروٹوکول کے ساتھ امریکہ چلا گیا، اس میں سب سیاستدانوں، جرنیلوں اور ججوں نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق حصہ ڈالا۔ ہم تو اس پر حیران ہیں کہ سات ماہ تک ہم نے نیٹو سپلائی کس دل جگرے کے ساتھ بند رکھی۔ یہ بھی کوئی انڈرسٹینڈنگ ہوگی ورنہ ہماری ہمت؟، ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ معمولی سا احتجاج کر لیتے۔

اسی لئے تو ہمارے سابق وزیراعظم گیلانی نے کہا تھا کہ ''امریکہ کی معافی سے چوبیس شہید تو زندہ نہیں ہو سکتے'' حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہوتا ہے، ان مال کے ہوس پرستوں کو کیا پتہ کہ شہید کی زندگی کیا ہوتی ہے، یہ لوگ تو اپنی قوم کو مروا کر، پکڑوا کر مال بنانے والے ساہوکار ہیں۔

جوش میں آ کر نیٹو سپلائی بند کرنا جو شیلی غلطی تھی جس کا ہم نے ازالہ بایں طور کر دیا کہ ہم پہلے سے زیادہ اپنے مالک کی نظروں میں گر گئے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ جب امریکہ نے افغانستان سے نکلنے کا اعلان کیا تھا تو ہماری حکومت نے منت سماجت کی تھی کہ ابھی مت جاؤ، آپ اگر ابھی چلے گئے تو ہم غیر محفوظ ہو جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ نیٹو سپلائی اسی لئے بند کی گئی ہو کہ نہ نیٹو سپلائی بحال ہو اور نہ امریکہ نکلنے کا نام لے۔

کہنے کے مطابق نیٹو سپلائی ایک ڈیل کا نتیجہ ہے اس ڈیل میں پاکستان کو ایک اب دس کروڑ ڈالر ملیں گے۔ اگر ان ڈالروں کو پاکستانی روپے میں تبدیل کیا جائے تو یہ رقم ہمارے وفاقی بجٹ کی نصف بھی نہیں بنتی۔ ہماری قیادت جانتی ہے کہ ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ڈنگ ٹپاؤ کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، جن ڈالروں کے لئے ہم نے ہتھیار ڈالے ہیں ان پر بھی کئی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ہم لوگوں کی بس کی بات نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت نے جمہوری انتقام کے طور پر پارلیمنٹ میں دو بل

متعارف کروائے، اور ان کو منظور کروانے میں کامیابی بھی حاصل کرلی۔ پہلا بل جس میں جمہوری طریقہ سے عدالتوں کو اس بات کا پابند کردیا کہ وہ صدر، وزیراعظم، گورنر دوسرے لفظوں میں کسی شاہ یا شاہ زادے یا ان کے کسی بھی خدمتگار کو عدالت میں طلب نہیں کرسکتیں۔ دوسرے یہ کہ ہمارے ملک کا کوئی ایسا شخص کہ جس نے دوسرے کسی ملک کی شہریت بھی لے رکھی ہو وہ بھی ہمارے ملک کی قومی وصوبائی اسمبلیوں کا ممبر اور وزیر یا حکمران بن سکتا ہے۔

پہلا بل ایک شخصیت (صدر صاحب) کو بچانے کے لئے پاس کیا گیا، جو کہ این، آر، او کے ذریعہ امریکہ سے ڈیل کرکے اقتدار پر فائز ہوئی ہے۔ چونکہ یہ شخصیت اب بدنام ترین ہوچکی ہے شاید اگلی مدت میں یہ برسراقتدار نہ آسکے اس لئے دوسرا بل ''دوہری شہریت'' کا بل لایا جارہا ہے۔

دوسرے بل کا مقصد برطانیہ میں اس کی شہریت لے کر بیٹھے ہوئے الطاف حسین کو اس ملک میں سیاسی مداخلت کا حق دینا ہے کہ کل کلاں اگر امریکہ کو ڈیل کرکے ملک کا اعلیٰ عہدہ سنبھالنے کے لئے ایم کیو ایم کو برسرِ اقتدار لانے کی ضرورت پیش آگئی تو الطاف حسین کے لئے کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ اس لئے کہ ایم، کیو، ایم اس وقت پاکستان میں سب سے زیادہ سیکولر جماعت کہلاتی ہے اور امریکہ کی وفاداری میں وہ نمبر ایک سمجھی جاتی ہے۔

امریکہ نے اس سے آگے کا منصوبہ بھی بنا رکھا ہے، اور اپنے مزید دو مہروں کا کھلے عام اعلان کردیا ہے۔ پاکستان میں امریکی سفیر کیمرون منٹر نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ نواز شریف اور عمران خان ہمارے ہی بندے ہیں۔ اس پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ ان دونوں کی طرف سے امریکی سفیر کے اس اعلان کی تردید نہیں آئی۔

یہ تمام کام جمہوریت کے انتقام کے نام پر جمہوری طریقہ سے کئے جارہے ہیں۔ مگر قوم جس نے ان لوگوں کو جمہوری طریقہ سے ان عہدوں پر فائز کیا ہے وہ پریشانیوں اور آزمائشوں میں مزید مبتلا ہوتی چلی جارہی ہے۔

مکاتیبِ رئیس الاحرارؒ سے

تقسیم ہند کے موضوع پر

قسط 1

رئیس الاحرارؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ میں خط وکتابت

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ ایک بلند پایہ عالم، مفسرِ قرآن، بہترین محدث، نابغۂ روزگار فقیہ، اور صاحب فکر سیاست دان تھے۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے نہ صرف علمی استاد تھے بلکہ رئیس الاحرارؒ جب دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے تھے تو ان کی سیاسی تربیت کرنے والوں میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سرفہرست ہیں۔ ان حضرات کی علمی اور سیاسی موضوعات پر خط وکتابت بھی رہی۔

۱۹۴۵ء میں جب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کلکتہ میں جمعیۃ علماء ہند کے مقابلے میں جمعیۃ علماء اسلام کی بنیاد رکھی اور اس میں مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں علماء سے فتویٰ جاری کروایا تو اس مسئلے پر ان دونوں استاد شاگرد میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ان دونوں میں خط وکتابت بھی ہوئی۔ تحریر میں دونوں طرف سے شدت نظر آتی ہے، اس کے باوجود استاد اور شاگرد میں آپس کے تعلقات میں سرِ مُو فرق نہیں آیا۔ سن ہجری کے اعتبار سے رمضان المبارک اور سن عیسوی کے اعتبار سے ماہ اگست میں پاکستان کے قیام کے مہینے ہیں، اس دفعہ چونکہ یہ دونوں ماہ اکٹھے آرہے ہیں اس مناست سے یہ خط کتابت شائع کی جارہی ہے، تاکہ تاریخی حقائق محفوظ ہو جائیں۔ اس خط وکتابت کو دو قسطوں میں شائع کیا جارہا ہے۔

رئیس الاحرارؒ بنام شیخ الاسلامؒ

حبیب روڈ لدھیانہ ۷ نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت استاذ المکرّم علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ جو فتویٰ ہمارے قتل کے جواز میں کلکتے میں تیار کیا گیا اس پر آپ کے دستخط پڑھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اس دنیا میں ہر چیز کی امید کرنی چاہئے۔ آپ کے ان دستخطوں سے یہ بات

واضح ہوگئی کہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں ہونا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

والسلام حبیب الرحمٰن

جواب از شیخ الاسلامؒ بنام رئیس الاحرارؒ

دیو بند ضلع سہارن پور

برادر محترم

!سلام مسنون آنکہ نوازش نامہ پہنچا۔ بحمد للہ اس کے مضمرات کو میں نے سمجھ لیا۔ اپنے مسلکِ سیاسی کے خلاف میری نرم سے نرم تحریر کو فتویٰ قتل سے تعبیر کرنے کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا عام حالات کا جائزہ لے کر اس پر کوئی رائے قائم کرنا اور زیادہ سے زیادہ مہذب انداز میں اس کا اعلان صرف آپ ہی حضرات کا حق ہے، کسی دوسرے کو اس کی آزادی نہیں؟ اور اگر محض تعلقات کی بنا پر یہ شکوہ کیا گیا ہے تو اس کا جواب اگر کبھی ملاقات ہوئی تو زبانی عرض کروں گا۔ اگر میرے طرزِ عمل سے آپ کو یہ واضح ہو گیا کہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرنا چاہئے، تو یقیناً میں اس سے خوش ہوں بشرطیکہ اسی طرز و شان سے حق کہا جائے جس طرح میں نے کہا ہے۔ ہاں اگر بدلحاظی کا جواز اس سے نکالا جاتا ہے تو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیل۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْن

والسلام۔ شبیر احمد عثمانی دیو بند

رئیس الاحرارؒ بنام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

حبیب روڈ لدھیانہ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء

استاذ المکرّم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ آپ کا گرامی نامہ پہنچا، جواب کا بہت بہت ممنون ہوں۔ آپ کی عزت اور محبت جس قدر میرے دل میں ہے اس کا اندازہ آپ نہیں فرما سکتے۔ آپ نے مجھ ہی کو نہیں بلکہ اپنے سینکڑوں بے غرض مخلص محبت کرنے والوں کو بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ جناح کی قیادت کا اعلان اور پاکستان کی حمایت سوائے قتل کے فتوے سے اور کن الفاظ سے تعبیر کروں۔ یہ کس کی مجال کہ کوئی آپ کو یہ کہے کہ آپ کو اپنی رائے کے اظہار کا حق نہیں۔ لیکن آپ انصاف فرمائیں کہ جو شخص کسی جماعت میں کوئی کام نہ کر رہا ہو اُسے کسی سیاسی رائے دینے کا کیوں حق حاصل ہے۔ آپ یقین فرمائیں کہ آپ

نے ہمارے ہی قتل کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ آپ نے اپنے اور تمام علماء کے خلاف قتل کا فتویٰ صادر کر دیا ہے ۔زمانہ میری اس بات کی شہادت دے گا اور وقت بتائے کہ علماء نے جناح کی پیچھے لگ کر اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا۔آپ آج اس جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں جو قادیانیوں، تبرّائیوں، خدا اور مذہب کے منکر کمیونسٹوں کو ہمراہ لے کر اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے چلی ہے۔

آپ کے بزرگوں کا فتویٰ تو یہ تھا کہ سر سید احمد خاں کے ساتھ اشتراک عمل بھی جائز نہیں اور ہندوؤں سے مل کر دنیاوی کام چلانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔تقریباً ۳۰ برس کا عرصہ ہوا، آپ نے "نصرۃ الابرار" کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ تمہارے بزرگوں نے سر سید اور قادیانیوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا وہ ان کا کشف صریح تھا اور انہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچا لیا۔رسالہ "نصرۃ الابرار" بھیج رہا ہوں۔اس پر حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔اللہ کی شان ہے سر سید احمد کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد اسی سر سید احمد کی روحانی اولاد کے پیچھے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے۔اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتی ہے۔

میں اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سہارن پور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے۔مولانا حفظ الرحمٰن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے انہوں نے کہا کہ آگے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے سے ہمارے اور اسلام کے دشمن ہم کو ذبح کرتے تھے، اب آپ نے ان کی جگہ لے لی۔ایک طرف آپ کی عظمت اور عزت اور دوسری طرف دشمنان اسلام کے ہاتھوں اپنی اور اسلام کی تباہی دیکھ رہے ہیں اور خاموش بھی نہیں رہ سکتے۔آپ خود ہی فرمایئے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

آپ نے لفظ بدلحاظی کا تحریر فرما کر مجھے بہت دکھ پہنچایا۔میری بدلحاظی کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے سہارن پور کے جلسے میں آپ کے اس بیان کا ذکر کرتے ہوئے یہ لفظ کہے ہیں کہ علامہ شبیر احمد صاحب کے جوتوں کو اپنے سر پر رکھنا باعثِ فخر سمجھتا ہوں۔آپ نے مجھے جناح خیال فرما لیا ہے کہ میں اپنے سے اختلاف رائے رکھنے والے کو گالی دوں اور ان کی بے عزتی کروں۔میں نے آج تک اپنی تقریر میں معمولی سے معمولی لیگی کے متعلق سخت بات نہیں کہی چہ جائے کہ آپ جیسی بزرگ ہستی کے متعلق کوئی بات کہوں یا دل میں بھی لاؤں۔حضرت اقدس غور سے سنئے یہ مسلم لیگی طبقہ کسی بھی عالم کا وقار اور اس کی عزت کو برداشت نہیں کر سکتا۔یہ صرف اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے اور مذہب کو مٹانے کے

لئے مذہب کے نام پر آپ حضرات سے کام لے رہا ہے۔میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسلم لیگ میں صداقت ہے تو پچاس فیصدی نشستیں علماء کے لئے مخصوص کر دے۔ہم پنجاب سے احرار اور کانگرس کے ٹکٹ پر چھ مستند علماء کھڑے کر رہے ہیں۔عالموں کے لئے میں کوئی شرط لگانا نہیں چاہتا۔عالم خواہ بریلوی ہوں،خواہ دیوبندی ہوں ،کیونکہ میرے نزدیک ہندوستان کے مسئلہ کا حل اور مذہب کی آزادی اور ہندو مسلمان کی حفاظت صرف علماء کے ذریعے ہی ہوسکتی ہے۔اسمبلیوں کے اندر اور باہر سیاسیات پر علماء کا قبضہ ہونا چاہئے۔جب تک علماء اسمبلیوں میں پچاس فی صدی نہیں ہوں گے ہندوستان کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔اور یہ پاکستانی مسلمان اسمبلیوں کے ذریعے سے ایسا نصاب تعلیم بنائے گا جس سے مذہب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے۔

کیا یہ حقیقت نہیں واجب الاحترام بزرگ جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ کو اس لئے وجود میں لایا گیا کہ وہ جناح کی قیادت اور مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کی لوگوں میں تبلیغ کرے نہ کہ علماء کی قیادت اور مذہب کی سر بلندی کے لئے۔دوسرے لفظوں میں اس جماعت کا وجود انگریزی اقتدار کو قائم کرنے کے لئے عمل میں لایا گیا۔آپ خود جانتے ہیں کہ ان میں اکثر وہ علماء ہیں جو تحریک خلافت سے لے کر آج تک ہر اسلامی تحریک کی مخالفت کرتے رہے۔اگر آپ یا یہ علماء یہ کہتے ہیں کہ ہماری تقلید کرو،ہم قربانی اور ایثار کے راستے سے ہندوستان کو آزاد کرائیں گے اور اسلام کو سر بلند کر دکھائیں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے ہم صرف مسجدوں کے ملّاں ہی نہیں بلکہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے ذریعے سے دنیا کی سیاسی رہنمائی بھی کر سکتے ہیں اور قرآن ہی کی تعلیم سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔مگر آپ نے اور جمعیۃ علماء اسلام نے کہا تو یہ کہا کہ جناح کی تقلید کرو،وہی ہندوستان کا سیاسی رہنماء ہوسکتا ہے۔اس کا اعلان بھی سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ قرآن جاننے والے قرآن کے ذریعے سے سیاسی رہنمائی نہیں کر سکتے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی عزت اس وقت میرے دل میں اس لئے سب سے زیادہ ہے کہ وہ کانگریس کے صدر ہوکر مذہب اسلام کی حفاظت کر رہے ہیں انہوں نے کانگریس کی صدارت سے لے کر دہریوں اور تمام غیر مذاہب ہی پر نہیں بلکہ مسلمانوں کے اس غیر اسلامی ذہن رکھنے والے طبقے پر یہ ثابت کر دیا کہ قرآن کا عالم اور صرف قرآن کا عالم جو جناح کی موجودہ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا وہ

اس دنیا میں بڑی سے بڑی سیاسی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مولانا آزاد کے اس طرز عمل نے یہ اعلان کر دیا کہ قرآن کا جاننے والا ہی حقیقی معنی میں غلاموں کو آزادی دلا سکتا ہے اور امن قائم کر سکتا ہے۔ کاش آج آپ بجائے جناح کے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ ہوتے تا کہ دنیا پکار اٹھتی کہ قرآن جاننے والے مولانا ہی ہندوستان کو آزاد کرائیں گے۔ نصاب تعلیم میں مذہب کا خیال رکھا جائے گا۔
مجھے آپ کے اس لکھنے سے کہ جناح کو ہندوستان کا سیاسی لیڈر تسلیم کیا جائے بڑا دکھ ہوا ہے، گویا ہندوستان کے، قرآن کے سب سے بڑے مفسر نے انگریزی داں طبقے کے سامنے اقرار کر لیا ہے کہ مولوی سیاست نہیں جانتا اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ وقت کی سیاست کو قرآن کا مفسر نہ چلا سکتا تھا، نہ سمجھ سکتا تھا، یہ علماء کے قتل کا فتویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟۔
میرے محترم پاکستان الیکشن کے لئے ایک نعرہ ہے۔ الیکشن ختم ہو جائے گا تو مسلم لیگ کانگریس کے ساتھ مل کر وزارتیں بنانے کی کوشش کرے گی۔ واحد نمائندگی کا مقصد یہ ہے کہ تمام اقتدار بددین طبقے کے ہاتھ میں رہے اور سیاسی اقتدار کسی ایسی جماعت کے ہاتھ میں نہ آجائے جو مذہب کی سربلندی اور ہندوستان کی آزادی کی خواہش مند ہوں۔

اور یہ بھی میری بات آپ کو خیال شریف میں رکھنی چاہئے کہ انگریزی داں طبقہ کانگریس سے صلح کرنے کے بعد علماء کو کچلنے کے لئے علماء کے ہی فتوے پیش کرے گا کہ ان علماء نے ہمیں کانگریس میں شریک ہونے اور وطن کی آزادی سے روکا تھا۔ کیوں کہ اس طبقہ کی سامنے مذہب نہیں ہے چند نوکریاں اور نشستیں ہیں اور بس۔ اور جب ہندوؤں نے یہ ٹکڑا ان کے سامنے ڈال دیا اور یہ طبقہ انگریز سے مایوس ہو گیا تو پھر یہ طبقہ اپنی ملازمتوں اور نشستوں کی طرح اسلام کو مٹا کر ہندو دوستی کا ثبوت دے گا۔

میں نے اپنے دل کا سارا دکھ ان الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اب آپ کا جی چاہے اپنوں کا ساتھ دیں یا نہ دیں۔ مصیبت زدہ دردمند اور بالخصوص جس کو اپنوں ہی نے مارا ہو وہ اچھی زبان اور اچھے الفاظ لکھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس لئے معافی کا خواستگار ہوں

والسلام، حبیب الرحمٰن لدھیانوی

(دوسری قسط آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں)

ماہ رمضان المبارک امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ وسلام پر کیسے اول تا آخر خیر ہی خیر لیکر وارد ہوتا ہے، لہٰذا مسلمان مرد و عورت کو ماہ مبارک کو غنیمت جاننا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی جن کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے تھے، وہ بھی دو ماہ قبل ہی سے رمضان المبارک کی تیاریاں شروع فرماتے تھے، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رجب المرجب کا چاند دیکھتے تو فرماتے ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَشَعبَانَ وبلّغنا إلىٰ رَمَضَان '' کہ اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں عطا فرمایئے اور ہماری زندگیوں کو رمضان تک دراز فرما دیجئے پھر بکثرت روزے رکھنا شروع کر دیتے یہاں تک کہ اکثر شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے، اور رویت ہلال رمضان ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دن رات کی عبادت میں اضافہ ہو جاتا تھا جوہری جوہر کو پہچان سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی والا صفات رمضان کی حقیقت کو جانتی تھی اور اس کی ویسی قدر بھی کرتی تھی۔

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''**لو يعلم الناس ما لهم في شهر رمضان لتمنوا أن تكون السنة كلّها رمضان**'' اگر لوگوں کو رمضان المبارک میں اللہ کے طرف سے دیئے جانے والے اجر کا علم ہو جائے تو وہ تمنا کرنے لگیں کہ پورا سال رمضان ہو تو کتنا اچھا ہوتا؟ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا یا رسول اللہ ہمیں بتلانے کی زحمت فرمائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إنَّ الجنة لتزين من الحول إلى الحول لدخول شهر رمضانَ، فاذا كانت اول ليلة من رمضان هبت ريح من تحت يسمع**

العرش يقال لها المثيرة فتصفق ورق الجنان و خلق المصارح فيسمع ذالک طينن لم يسمع السامعون احسن فه فتزين الحور العين ثم يقفن بين شرف الجنة فيُنا دِيَنَ: هل من خاطب لنا إلىٰ الله فيزوجه؟ ثم يقلن: يا رضوان ما هذه اللية؟ فيجيبهن با لتلبية: يا خيرات حسان، هذه أول ليلة من شهر رمضان، فتفتحت أبواب الجنان صائمين من امة محمد صلى الله عليه وسلم، و يقول الله تعالىٰ: يا رضوان افتح أبواب الجنان للصائمين و القائمين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ولا تغلقها حتىٰ ينقضى شهر هم هذا.

رمضان کے استقبال کے لیے ایک سال تک جنت کو مزین کیا جاتا ہے جب رمضان المبارک کا ہلال افق سماء پر جلوہ گر ہوتا ہے، تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا جاری ہوتی ہے، جس کو مَسِیرہ کہا جاتا ہے، وہ ہوا جنت کے درختوں سے جب ٹکراتی ہے، تو ایسی بہترین آواز نکلتی ہے کہ اس جیسے آواز کسی نے کبھی سنی نہ ہوگی، دوسری جانب حور عین بننا سورنا شروع کر دیتی ہیں اور پھر وہ جنت میں ٹیلوں پر چڑھ جاتی ہیں اور ندا لگاتی ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ نکاح کا خواہشمند ہے جس کا نکاح اللہ ہم سے کر دے، پھر جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں، کہ یہ کونسی رات ہے؟ رضوان کے جواب دینے سے پہلے وہ خود کہنے لگتی ہے اور گنگنانے لگتی ہے۔

اے مجسم خیرات وحسان یہ ہے شب رمضان آج کھول دیئے جائیں گے ابواب جنان (جنت کے دروازے) امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صائمین کے لیے اور اللہ رب العزت رضوان داروغہ جنت کو حکم دیتے ہیں کہ اے رضوان! جنت کے دوراز ے کھول دو امت محمد یہ کے روزے دار وں اور شب بیداروں کے لیے اور ماہ مبارک کے اختتام تک اسے بند نہ کرنا۔

فإذا كان اليوم الثانى اوحى الله تعالىٰ إلى مالك خازن النار يا مالك أغلق أبواب النيران عن الصائمين والقائمين من أمة محمد عليه أفضل الصلوة و السلام و لا تفتحها حتىٰ ينقضى شهرهم هذا، فإذا كان فى اليوم الثالث أمر الله جبريل عليه السلام ان اهبط إلىٰ الأرض فصفد مردة الشياطين و عتاة الجن، و غلّهم فى أغلال، ثم اقذف بهم فى لجج البحار كى لا يفسدوا علىٰ امة محمد

حبیبی صیامهم۔

پھر جب رمضان کی دوسری تاریخ شروع ہوتی ہے تو اللہ رب العزت مالک داروغہ جہنم کو حکم دیتے ہیں، کہ جہنم کے دروازے امت محمدیہ کے روزہ داروں اور شب بیداروں کے لیے بند کر دو اور ماہ مبارک کے اختتام تک اسے بند ہی رہنے دینا، پھر رمضان المبارک کا تیسرا روزہ شروع ہوتا ہے تو جبرئیلؑ کو حکم دیتے ہیں کہ جبرئیل دنیا کا رخ کرو اور سرکش شیاطین اور جنوں کو قید کر دو ان کو بیڑیوں میں جکڑ دو، اور پھر انہیں سمندر کی تہہ میں ڈال دو، تا کہ میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں میں خلل نہ ڈال سکے۔

(بستان الواعظین اور ریاض السامعین: ۲۰۴، ۲۰۵)

یہ ایک طویل روایت ہے جس میں رمضان المبارک کے فضائل کو ذکر کیا گیا اس ماہ میں اجر وثواب کا اندازہ لگانا مشکل ہے، اس ماہ میں گناہوں پر ابھارنے والے شیاطین کو بھی مقید کر دیا جاتا ہے تا کہ آسانی کے ساتھ روزہ دار عبادت میں مشغول ہو جائے، پھر اگر کوئی شخص اس مبارک ماہ میں بھی گناہ کرتا ہے تو اس کے اپنے نفس کی شرارت کے علاوہ کچھ نہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''**اللهم إنا نعوذبک من شرور أنفسنا و من سيأت أعمالنا**'' اے اللہ تو ہماری حفاظت فرما، ہمارے اپنے نفس کی شرارت سے اور ہمارے برے اعمال کے وبال سے۔

ایک دوسری روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ان للّٰه ملكاً رأسه تحت العرش،عرش رب العالمين ورجلاهُ في تخوم الأرضين له جناحان أحدهما با لمشرق ر الآخر بالمغرب أحدهما من ياقوتة حمراء، والآخر من زبر جدة خضراء ينادي كل ليلة من شهر رمضان.**

هل من تائب فيتاب عليه؟ هل من مستغفر فيغفر له ؟ هل من طالب حاجة فيسعف بحاجته. ياطالب الخير أبشرو ياطالب الشرعى أقصر و أبصر.

(أخرجه ابن الجوزى فى العلل المتناهية ۲/۲ ۴)

بحوالہ بستان الواعظین و ریاض السامعین ص: ۲۰۴

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فرشتہ ہے جس کا سر عرش خداوندی کے نیچے اور اس کا پاؤں

ساتوں زمین کی تہہ میں ہے اس کے دو پر ہیں، ان میں ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں ایک سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے اور دوسرا سبز زبرجد سے، رمضان المبارک میں وہ ہر رات میں یہ ندا لگاتا ہے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ اس کی بخشش کر دی جائے، ہے کوئی طالب حاجت کہ اس کی حاجت روائی کی جائے، اے طالب خیر! خوش ہو جا اور طالب شر، بس کر، اور سوچ سمجھ کر قدم اٹھا۔

یہ فضائل رمضان المبارک کے بارے میں کیسی جامع روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا رمضان اول سے لے کر آخر تک صرف اور صرف خیرات میں گذرنا چاہیے، انابت اور استغفار مومن کو اس ماہ میں بکثرت کرنا چاہیے اور اپنی تمام ضرورتوں کو صرف بارگاہ خداوندی میں پیش کرنا چاہیے دربدر کی ٹھوکریں کھا کر مخلوق کے آگے الحاح وزاری کے ساتھ دستِ سوال دراز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور گنہگار کو اس ماہ میں متنبہ ہونا چاہیے، جس طرح نیکی پر اس ماہ میں اجر وثواب کا اضافہ ہوتا ہے۔ وہیں سزا وعذاب میں بھی اضافہ ہوتا ہے وعیدوں کے عنوان سے قریب ہی میں روایات ذکر کی جائیں گی امام عبدالرحمان ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ "ان العبد المؤ من **إذاقام فی رمضان الی السحور فتوضأ وصلی رکعتین جعل الله تعالیٰ خلفه سبعة صفوف من الملا ئكة، فإذا فرغ ودعا آمنوا علی دعائه، ویکتب الله تعالیٰ له بعددهم حسنات ویرفع له فی الجنة بعددهم درجات، ویمحو عنه بعددهم سیئات، ثم لایزالون یدعون و یستغفرون له إلی یوم القیامة**" (بستان الواعظین وریاض السامعین:۲۰۶)

بندۂ مومن جب سحری کھانے کے لیے بیدار ہوتا ہے وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز کی نیت باندھ کر اللہ کے حضور میں کھڑا ہو جاتا ہے تو اسی وقت اللہ اس کے پیچھے ملائکہ کی ایک جماعت کو کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے اور وہ سات صفیں بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، جب وہ نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے اور دعا میں لگتا ہے، تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے رہتے ہیں اللہ رب العزت اس شخص کے نامۂ اعمال میں ان فرشتوں کی تعداد کے برابر نیکیاں درج کروا دیتے ہیں اور اتنے ہی گناہ اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیے جاتے ہیں، پھر ملائکہ کی یہ مقدس جماعت اس شخص کے حق میں دعا اور

استغفار میں لگ جاتی ہے اور قیامت تک وہ اسی طرح دعائیں اور استغفار کرتی رہے گی۔ (اللہ اکبر)

ایک اور روایت میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کا روزہ رکھے، خاموش رہے اور اپنی زبان، کان اور ہاتھ اور دیگر تمام اعضاء بدنی کو محرمات اور گناہوں سے دور رکھے، نہ کذب بیانی کرے، نہ غیبت کرے اور نہ کسی کو تکلیف پہونچائے، تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب ہوگا کہ بالکل اس کے گھٹنے ابراہیم خلیل اللہ کے گھٹنے سے مل جائیں گے، اور اس کے اور عرشِ خداوندی کے درمیان صرف ایک فرسخ یا ایک میل کا فاصلہ رہ جائے گا (اللہ اکبر) (العلل المتناھیة :۲/۵۰) حدیث مذکور میں صوم کی برکت سے صائم کے لیے ازدیاد تقرب خداوندی کا پتہ چلتا ہے، اور خداوند قدوس کا تقرب مؤمن کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے ،جس کو ام النعم بھی کہا جائے تو کم ہوگا، اس لئے کہ دنیا میں انسان اپنا سب سے بڑا اعجاز اسی میں تصور کرتا ہے کہ اس کو کسی بادشاہ، کسی دنیوی یا دینی، یا علمی شخصیت کا تقرب حاصل ہو جائے، اسی جذبۂ نفسِ انسانی کو واقعۂ فرعون سے بھی سمجھا جا سکتا ہے، جب کہ فرعون نے جادوگروں کو جمع کیا، تو انہوں نے فرعون سے کہا: ''اِنّ لنا لاجراً إنْ کُنّا نحن الغٰلبین'' کیا ہمارے غلبہ اور کامیابی کی صورت میں ہمیں کوئی انعام بھی دیا جائے گا؟ تو فرعون نے جواب میں کہا تھا: ''قال نعم انکم إذا لمن المقربین'' جی ہاں میں تمہیں اپنا مقرب بنالوں گا، تو دیکھئے فرعون کا بادشاہ ہونے کے ناطے اس کا تقرب بطور انعام کے انہیں دینے کا وعدہ کرنا، اور پھر ان کا اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی تقرب عظماء بہت بڑا انعام ہے تو اللہ رب العزت کا تقرب کتنا بڑا انعام ہوگا۔

فضائل رمضان المبارک کے متعلق چند احادیث یہاں ذکر کی گئیں اس کے علاوہ بھی بے شمار احادیث فضائل رمضان کے سلسلے میں کتب حدیث میں موجود ہیں، جو فضائل اعمال اور دیگر فضائل کی کتابوں سے معلوم کی جا سکتی ہے، اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو برکات رمضان سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

رمضان المبارک کی ناقدری پر وعیدیں:

رمضان المبارک کی قدردانی پر جہاں بہت سی احادیثِ فضائل بیان کی گئیں، وہیں اس کی ناقدری پر بھی بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہے، ذیل میں چند وعیدوں پر مشتمل احادیث شریفہ کو بیان

کیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر منیٰ میں وعظ کے دوران ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں میزان کے پاس کھڑا ہوں گا، اس دوران میری امت کے نوجوان کو لایا جائے گا، فرشتے اس کی خوب پٹائی کررہے ہوں گے، وہ میرے ساتھ لپٹ جائے گا اور کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرمائیے میری مدد فرمائیے، تو میں ملائکہ سے دریافت کروں گا اس کا گناہ کیا ہے؟ ملائکہ جواب دیں گے اس شخص نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا تھا مگر اس کی قدر نہیں کی تھی، بلکہ اس میں بھی گناہوں میں لگا رہا اور پھر توبہ بھی نہ کی، یہاں تک کہ اچانک موت کے پنجے نے اس کو آدبوچ لیا، میں اس جوان سے پوچھوں گا کہ کیا تو نے قرآن کی تلاوت کی تھی؟ تو وہ جواب دے گا میں نے سیکھا تو تھا، مگر اس کو فراموش کردیا یعنی بھلادیا اور پڑھا نہیں تھا تو میں کہوں گا، اے نوجوان! تیرا ناس ہو، تیرا ناس ہو، تیرا بیڑا غرق ہو، یہ تو نے کیا کیا؟

پھر وہ برابر مجھ سے التجاء والتماس کرتا رہے گا اور ملائکہ اس کو گھسیٹتے رہیں گے، میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی شفاعت کروں گا اور کہوں گا، کہ اے الہ العالمین! یہ بیچارہ میری امت کا نوجوان ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: اے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مدمقابل بڑا ہی مضبوط اور قوی ہے میں دریافت کروں گا، اے پروردگار وہ کون ہے؟ میں اس کو راضی کرنے کی کوشش کروں گا اللہ رب العزت فرمائیں گے: اس کا مدمقابل رمضان ہے، تو میں کہوں گا کہ میں اس شخص سے بری ہوں جس نے رمضان المبارک کو بھلادیا، اس شخص کی کون شفارش کرے جو رمضان المبارک کی حرمت کا پاس ولحاظ نہ رکھے، تب اللہ رب العزت بھی ارشاد فرمائیں گے، میں بھی بری ہوں اس شخص سے جس سے آپ بری ہیں، نتیجۃً اس کو جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہا! برادران اسلام! ذرا دیکھو، تو سہی کیسی سخت ترین وعید ہے، اس شخص کے لیے جو رمضان المبارک جیسے عظیم ماہ مبارک کو غفلتوں کے ساتھ گذار دے، نہ تو قرآن کی تلاوت کرے، نہ روزہ رکھے، نہ عبادت کرے، اللہ کے بندوں! اس ماہ کی قدر کرو، اس غفلت اور لایعنی امور سے مکمل اجتناب برتو، کثرت سے استغفار کرو، اس ماہ مبارک کی ایک ایک گھڑی تسبیح، نماز اور تلاوت وغیرہ میں صرف کرو، اللہ ہم سب کو رمضان کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائیں، اور غفلت اور ناقدری سے ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین!

رمضان المبارک

بعض علماء فرماتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ عام طور پر اس میں حرارت بڑھ جاتی ہے، اس لئے کہ رمضان کے معنی آتے ہیں جھلسا دینا، جبکہ دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں رمضان کے معنی شدت حرارت کے ہے رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ رمضان کے روزے کی برکت سے قلب پر رقت طاری ہوتی ہے اور اس رقت کی وجہ سے قلبِ مسلم میں حرارتِ فکر اور حرارتِ موعظت موجزن ہوتی ہے، اور آخرت کا تصور پختہ ہوتا ہے امام خلیل فراہیدی بصری فرماتے ہیں: کہ یہ رمضاء سے ماخوذ ہے اس کے معنی گرم بالو اور ریت کے ہیں جب آدمی اس پر چلتا ہے تو اس کے پاؤں جھلس جاتے ہیں اسی طرح رمضان کی برکت سے گناہ خاکستر ہو جاتے ہیں، جبکہ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ رمض کے معنی مطر کے ہے اور مطر کی وجہ سے چیز دھل جاتی ہے ایسے ہی رمضان کی برکت سے انسانی اعضاء سے گناہ دھل جاتے ہیں، الغرض رمضان مسلمانوں کے لئے نیکیوں کا موسم بہار اور گناہوں کے لئے موسم خریف ہے۔

نیت سے متعلق مسائل

نیت بس اس حد تک کافی ہے کہ دل میں اسے معلوم ہو کہ فلاں روزہ مثلاً رمضان کا یا نذر رکھ رہا ہوں بلکہ روزہ کا تذکرہ کیے بغیر صرف سحری کھالے تو یہ بھی نیت کے قائم مقام ہے۔ البتہ اگر سحری کھاتے ہوئے نیت کر لی کہ صبح روزہ نہ رکھوں گا تو یہ کھانا روزہ کی نیت کے قائم مقام نہ ہوگا۔

☆ اگر رات کو روزہ کی نیت کر لی، پھر نیت بدل گئی اور پختہ ارادہ کر لیا کہ روزہ نہیں رکھنا تو روزہ کی نیت باطل ہوگئی، اب تجدید نیت کے بغیر یونہی بھوکا پیاسا دن گزار دیا تو روزہ نہیں ہوا۔

☆ اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سو گیا پھر صبح ہونے پہلے اٹھ کر کچھ کھا پی لیا تب بھی نیت میں کوئی خلل نہ آئے اور روزہ صحیح ہو جائے گا۔

(خلاصہ الفتاویٰ:۱/۲۵۱، عالمگیریہ:۱/۱۵۵)

☆ ماہِ رمضان میں ہر روز کی الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے اگر شروع رمضان میں ہی نیت کر لی کہ پورے مہینے کے روزے رکھوں گا تو یہ نیت صرف پہلے روزے کی حد تک معتبر ہے۔ اور نیت کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اس سے پہلے نیت کی نیت کا اعتبار نہیں۔

☆ اگر کوئی شخص رمضان، نذر معین یا نفل روزہ رکھنا چاہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ رات ہی سے ہر ایک کی تعین کر کے نیت کر لے، لیکن اگر رات سے نیت نہ کی تو نصف النہار (دوپہر) سے پہلے پہلے بھی نیت کر سکتا ہے، جبکہ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ روزہ رکھنے والا خواہ مسافر ہو یا مقیم، تندرست ہو یا بیمار، لیکن دن میں نیت کرنے والا یہ نیت کرے کہ شروع دن (صبح صادق) سے میرا روزہ ہے، اس کی بجائے اگر یوں نیت کی کہ اس وقت سے میرا روزہ تو روزہ نہ ہوگا۔

☆ اگر کسی نے رمضان، نذر معین یا نفل روزہ میں صرف یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے، یا نفل روزہ کی نیت کی تو بھی جائز ہے۔ یعنی رمضان ہونے کی صورت میں رمضان ہی کا روزہ شمار ہوگا اور نذر معین ہونے کی صورت میں نذر ہی کا روزہ شمار ہوگا۔

اگر رمضان میں کسی پر بے ہوشی طاری ہوگئی یا جنون لاحق ہوا پھر نصف النہار سے پہلے پہلے ہوش میں آکر روزہ کی نیت کر لی تو روزہ درست ہے۔

☆ یہ حکم ان تینوں قسم کے روزوں کی ادا کا تھا، ان کی قضا اور روزہ کی بقیہ تمام اقسام (کفارات یعنی قسم کا کفارہ، روزہ کا کفارہ، ظہار کفارہ، قتل کا کفارہ اور نذر مطلق) میں ہر روزہ کی متعین طور پر نیت کرنا اور رات سے نیت ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی روزہ کی نیت صبح صادق کے بعد کی یا مطلق روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ کی نیت کی تو وہ نفل روزہ ہوگا جسے پورا کرنا مستحب ہے اور توڑنے پر قضا نہیں ہے۔ (عالمگیر: ۱/ ۱۹۵، طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: ۳۲۵)

نفس فرضیت:

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک بنیادی رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن وسنت، اجماع امت اور عقل ودرایت سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے۔ نفس فرضیت کی تین شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا

(۲) عاقل ہونا

(۳) بالغ ہونا

چنانچہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر روزہ فرض ہے۔

وجوب ادا:

رمضان ہی میں ادائیگی کے فرض ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱) تندرست ہونا (۲) مقیم ہونا

لہٰذا مریض اور مسافر چاہیں تو رمضان میں ادا کرنے کی بجائے بعد میں قضا بھی رکھ سکتے ہیں۔

صحت ادا:

صحت روزہ کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱) حیض ونفاس سے پاک ہونا

(۲) نیت کرنا

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) بھول کر کھا پی لینا:

بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ فرض وواجب روزہ ہو یا نفل، مگر کسی کو یاد دلایا گیا کہ تو روزہ دار ہے، پھر بھی اسے یاد نہ آیا اور کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی کو کھاتے پیتے دیکھ کر روزہ یا یاد دلانا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ روزہ دار اس قدر کمزور اور لاغر ہے کہ یاد دلانے پر کھانا تو چھوڑ دے مگر کمزوری بڑھ جائے گی اور روزہ پورا کرنا بھی دشوار ہوگا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اور قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔ (فتح القدیر ص ۲۵۴ ج ۲، ردالمختار ۴۹ ج ۲)

(۲) خوشبو اور دھواں:

کسی قسم کی خوشبو خواہ وہ کتنی ہی تیز ہو سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا، اسی طرح گرد وغبار مکھی یا کسی قسم کا دھواں بے اختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا گو کہ روزہ یاد ہو۔ ہاں! اگر اپنے قصد واختیار سے دھواں پہنچایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، مثلاً از خود جلتی سگریٹ، لوبان، اگربتی وغیرہ کے قریب آ کر ان کا دھواں لیتا رہا تو روزہ ٹوٹ گیا (ردالمختار ص ۳۹۵ ج ۲ وعامۃ الکتب)

(۳) سرمہ اور تیل وغیرہ:

روزہ میں سرمہ (یا آنکھ کی کوئی دوا) ڈالنا اور ڈاڑھی مونچھوں پر تیل لگانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ ان کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دے، جب کہ یہ چیزیں ضرورت کے تحت استعمال کی جائیں اور مقصد زینت وزیبائش نہ ہو، ورنہ ان کا استعمال مکروہ ہوگا۔ اسی طرح پچھنے لگوانے میں بھی کراہت نہیں بشرطیکہ کمزوری لاحق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) مسواک:

مسواک جیسے بغیر روزہ کے ہر وضو میں سنت ہے یونہی روزہ میں بھی سنت ہے، خواہ صبح استعمال کی جائے یا شام کو اور خواہ تر ہو یا خشک اور مسواک کرتے ہوئے اس کا کوئی ریشہ بے اختیار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (کذا فی احسن الفتاویٰ ص ۴۴۵ ج ۴)

(۵) کلی وغیرہ:

اسی طرح وضو کی ضرورت کے بغیر ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، غسل کرنا، گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے جبکہ مقصد صرف ٹھنڈک حاصل کرنا ہو، بے صبری اور پریشانی ظاہر کرنے کے لیے یہ کام مکروہ ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحاوی ص ۳۷۲ عامۃ الکتب)

(۶) ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا:

کوئی دوا کوٹی اور اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا، یا ہلیلہ یا اور کوئی چیز منہ میں چوستا رہا مگر اس کا کوئی جز حلق میں نہیں اترا یا کان میں پانی پڑ گیا یا خود ڈالا یا تنکا لے کر کان کھجایا اور اسے میل لگ گئی اور اسی میل سمیت دوبارہ بار بار کان میں ڈالا۔ یا دانتوں ک درمیان چنے سے کم مقدار کی کوئی چیز پھنسی رہ گئی اسے نگل گیا یا دانتوں سے خون نکل کر خلق تک پہنچا اور پیٹ تک نہ پہنچا، یا پیٹ میں پہنچ گیا مگر تھوک اس پر غالب تھا یا ناک کی رطوبت سرک کر حلق میں لے گیا اور وہ پیٹ میں اتر گئی یا منہ کی رال اور بلغم اسی طرح نگل گیا، خواہ یہ چیزیں اندر ہی اندر نگل لیں یا ناک اور منہ سے باہر نکل کر بہنے لگیں لیکن دھار ٹوٹنے نہ پائی تھی کہ نگل لیں یا گفتگو کرتے ہوئے ہونٹ لعاب سے تر ہو گئے اور اسے زبان سے چاٹ کر نگل لیا یا تل یا اس جیسی خفیف سی چیز منہ میں ڈال کر چبائی اور وہ حلق میں اگر گئی مگر اس کا مزہ

محسوس نہ ہوا تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۶۲، ردالمختار ص ۳۹۷ ج ۲)

صبح صادق سے پہلے پان کھا کر منہ اچھی طرح صاف کر لیا مگر صبح ہونے کے بعد بھی پان کی سرخی تھوک میں دکھائی دیتی ہے تو تھوک نگلنے سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (معالم التنزیل ص ۱۳۹ ج ۴)

(۷) انجیکشن:

انجیکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لیے کہ انجیکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی اور خون کے ساتھ شرایین یا وریدوں میں اس کا سریان ہوتا ہے، جو دماغ یا جوف بطن میں دوا نہیں پہنچتی اگر پہنچتی بھی ہے تو وریدوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے اور فساد صوم کے لیے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں بذریعہ منفذ اصلی پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جوف میں یا عروق (شرایین اور وریدوں) کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں، لہٰذا انجیکشن کے ذریعے سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے مفسد صوم نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۵۴ ج ۲، امداد المفتین ص ۴۸۹)

مفسداتِ روزہ

(۱) روزہ یاد تھا خطاءً کوئی چیز کھا پی لی یا زبردستی کھلا دی گئی:

روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے بے اختیار کچھ پانی حلق سے اتر گیا یا نیند میں کسی نے پانی منہ میں ڈال دیا اور پی گیا یا کھانے پینے اور جماع پر مجبور ہو گیا یعنی روزہ توڑنے کی صورت میں جان سے مار دینے یا کسی عضو کے تلف کر دینے یا کسی بڑے صدمے سے دوچار کرنے کی دھمکی دی گئی اور اس نے روزہ توڑ دیا، یا بھول کر کھا پی لیا یا جماع کر لیا یا احتلام ہو گیا یا نظر شہوت سے دیکھ کر انزال ہو گیا یا قے ہوئی اور ان صورتوں میں اس نے یہ گمان کر کے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا جس کی قضا میں صرف ایک روزہ رکھنا فرض ہے۔

(۲) قے کی صرف دو صورتیں مفسد صوم ہیں:

قے کی بہت ساری صورتیں ہیں، ان میں سے صرف دو صورتوں میں روزہ ٹوٹتا ہے، ایک یہ کہ قصداً منہ بھر کر قے آئی اور اس نے قصداً منہ میں لوٹا لی، اگرچہ چنے کے برابر ہی لوٹائی ہو، ان دونوں

صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ قے کرتے وقت روزہ یاد ہو اور قے میں بھی کھانا یا پانی یا صفراء یا خون آئے، بلغم نکلنے سے کسی صورت میں روزہ نہیں جاتا۔

ان دو صورتوں کے سوا قے کی جتنی صورتیں ہیں کسی میں روزہ نہیں ٹوٹتا، مثلاً قصداً قے کی اور منہ بھر کر نہ آئی یا بے اختیار آئی مگر منہ بھر سے کم تھی مگر لوٹائی نہیں، خواہ وہ باہر نکل آئی یا بے اختیار لوٹ گئی یا لوٹالی مگر چنے کی مقدار سے بھی کم یا قصداً منہ بھر قے کی یا بلا قصد منہ بھر آئی اور لوٹالی لیکن روزہ دار ہونا یاد نہ تھا تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹا۔ (قاضی خان علی هامش الهنديہ ص ۲۱۱ ج ۱، ردالمختار ص ۴۱۴ ج ۲)

☆ اگر ایک مجلس میں قصداً بار بار قے کی جس کا مجموعہ منہ بھر کی مقدار کو پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور مجموعی مقدار سے کم ہو یا کئی مجالس میں اتنی قے کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتح القدیر ص ۲۶۰ وغیرہ)

(۳) جن صورتوں میں روزہ ٹوٹنے کے باوجود غروب تک کچھ کھانا پینا درست نہیں:

کسی نے رات کے گمان میں سحری کھائی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا غروب کے گمان میں افطار کر لیا حالانکہ دن ابھی باقی تھا یا مسافر دن میں سفر سے لوٹ آیا یا عورت دن میں حیض ونفاس سے پاک ہو گئی یا مجنون کو دن میں افاقہ ہو گیا یا کسی کا روزہ ٹوٹ گیا خواہ جبراً تڑوادیا گیا یا غلطی سے پانی وغیرہ حلق میں اتر گیا یا کافر دن میں مسلمان ہو گیا یا نابالغ بالغ ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں دن کا بقیہ حصہ بغیر کھائے پیے روزہ داروں کی طرح گذارنا واجب ہے اور آخر کے دو شخصوں (نو مسلم، نو بالغ) سوا بقیہ تما م لوگوں پر اس روزہ کی قضا واجب ہے اگر بچے نے بلوغ کے بعد نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت کر لی، جبکہ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس کا نفل روزہ ہو جائے گا، عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو کر روزہ کی نیت کر لے یا کافر مسلمان ہونے کے بعد نیت کر لے تو اس کا روزہ نہ ہو گا نہ فرض نہ نفل۔ (البحر الرائق ص ۲۸۸ ج ۲، ردالمختار: ۳۸۴۔ ج ۴، طبع دار لمرفتہ)

مکروہاتِ روزہ

بلا عذر کوئی چیز چکھنا یا چبانا:

بلا عذر زبان سے کوئی چیز چکھنا یا منہ میں رکھ کر چبانا روزہ دار کے لیے مکروہ ہے، اگر عذر سے

چکھے مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہے اور عورت کو ڈر ہے کہ اگر سالن میں نمک کم وبیش ہوگیا تو خاوند بگڑ جائے گا تو زبان سے چکھنے میں کراہت نہیں۔

اسی طرح عورت کا چھوٹے بچے کو بلا عذر کوئی چیز چبا کر کھلانا بھی مکروہ ہے، لیکن عذر سے کھلائے کہ بچہ کے لیے دوسری نرم غذا موجود نہ ہو، نہ ہی بغیر روزہ کے کوئی دوسرا آدمی موجود ہو، جو بچے کو غذا چبا کر دے تو ایسی صورت میں کراہت نہیں، اسی طرح روزہ دار اگر کھانے کی چیز خریدتے وقت زبان سے چکھ لے تو کراہت نہیں بشرطیکہ اس چیز کی طرف اسے سخت احتیاج ہو اور بغیر چکھے خریدنے میں نقصان کا اندیشہ ہو۔

ان تمام صورتوں میں کراہت کا حکم فرض وواجب روزہ سے متعلق تھا، نفلی روزہ ہو تو کراہت نہیں۔ (عالمگیریہ ص ۱۹۹، ج ۱، ردالمختار ۴۱۶ ج ۲)

(۲) قصداً تھوک جمع کر کے نگلنا:

منہ میں قصداً تھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ ہے، لیکن بلا قصد جمع ہو جائے تو نگلنا مکروہ نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۷۲)

(۳) منجن یا پیسٹ:

کوئلے، منجن اور ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا اور عورتوں کا مسی یا دنداسہ لگانا مکروہ، اگر ان کا کوئی جز حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۱ ج ۲ و احسن الفتاویٰ ص ۱۳۹ ج ۴)

(۴) بلا ضرورت دانت نکلوانا:

یوں ہی روزہ میں ڈاکٹر سے دانت یا ڈاڑھ نکلوانا اور اس جگہ دوا لگانا بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے، اگر دوا یا خون پیٹ کے اندر جائے اور تھوک پر غالب ہو جائے یا اس کے برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمختار ص ۳۹۶ ج ۴)

(۵) غیبت وغیرہ:

غیبت، چغلی، جھوٹ بہتان تراشی، بے ہودہ گوئی، گالی گلوچ، ایذا رسانی اور گناہ کے تمام کام یوں تو ہر وقت ہر حال میں حرام وناجائز ہیں مگر روزہ دار آدمی کے لیے ان کی حرمت وشناعت دو چند ہو جاتی ہے اور ان کے سبب روزہ مکروہ ہو جاتا ہے بلکہ حدیث کے مطابق ان گناہوں کی نحوست

سے روزہ کا اجز وثواب ہی غارت ہو جاتا ہے۔

روزہ کے بارے میں چند کوتاہیاں

دوسری عبادات کی طرح روزہ کے معاملہ میں بھی مسلمانوں میں بہت سی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے، یہاں روزہ کے مکروہات یا مفسدات کی تفصیل پیش کرنا مدنظر، بلکہ بعض ایسی کاتاہیوں کی نشان دہی مقصود ہے جن کی طرف عام روزہ داروں کی توجہ کم جاتی ہے۔

(۱) بلا عذر روزہ نہ رکھنا:

معذور و مجبور آدمی روزہ نہ رکھنا اور رکھنے کے بعد بعض حالات میں توڑنا جائز ہے، مگر شرعاً کون لوگ معذور کی فہرست میں آتے ہیں؟ اس کا فیصلہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں، بعض جی چور اور کاہل لوگ روزہ کبھی رکھتے ہی نہیں اور از خود فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم سے روزہ نہ رکھا جائے گا، حالانکہ رکھ کر دیکھ لیں تو آسانی سے رکھ سکیں، بے ہمتی اور کم حوصلگی کا نام مجبوری رکھ لیا۔ بعض لوگوں کو عذر ہوتا ہے مگر وہ اختیاری اور خود ساختہ قسم کا ہوتا ہے، مثلاً شرعی سفر کے دوران روزہ رکھنے کی خصوصیت ہے مگر اسے سفر کی ضرورت درپیش نہیں، یونہی گھر سے نکل پڑا۔ غرض کسی مفتی سے پوچھے بغیر عذر کا فیصلہ جائز نہیں۔

(۲) غیر معذور کا فدیہ دینا:

بعض بے باک قسم کے لوگ اس گھمنڈ میں روزہ ضائع کرتے رہتے ہیں ہم فدیہ دے دیں گے۔ حالانکہ زندگی میں فدیہ ادا کرنا ایسے شخص کے لیے جائز ہے جو روزہ رکھنے سے بالکل معذور اور آیندہ کے لیے بھی مایوس ہو، اگر مرنے سے پہلے کسی وقت بھی روزہ رکھنے کی نوبت آ گئی تو فدیہ معتبر نہ رہے گا۔

(۳) قریب البلوغ صحت مند بچوں کو روزہ سے روکنا:

بعض دیندار لوگ بھی بچوں سے روزہ نہیں رکھواتے، حالانکہ ان بچوں کی عمر اور قوت وصحت ایسی ہوتی ہے کہ وہ بآسانی روزہ رکھ سکتے ہیں، بلوغ سے پہلے اگرچہ بچوں پر روزہ واجب نہیں، مگر ان کے سرپرستوں پر لازم ہے کہ جب قریب البلوغ ہوں اور روزہ کا تحمل کر سکیں تو ان سے روزہ رکھوائیں، بچہ جب عبادت کا خوگر ہوگا تو بلوغ کے بعد اعمال کی پابندی میں اسے کوئی دشواری نہ ہوگی۔

(۴) معذور کا رخصت پر عمل نہ کرنا:

بعض لوگ افراط اور غلو کا شکار ہو کر شریعت کی دی ہوئی رخصت سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مثلاً پر مشقت سفر یا تکلیف دہ بیماری میں بھی روزہ نہیں چھوڑتے۔ بعض حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں اپنی جان اور بچے کو ضرر پہنچا کر بھی روزہ رکھتی ہیں اور بعض غلط اندیش کمسن معصوم بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ انہیں روزہ کا تحمل نہیں ہوتا، یہ سب باتیں علماء وصلحاء کی صحبت سے دور رہنے اور مقصد شریعت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

(۵) سحری میں تاخیر یا عجلت:

سحری بعض لوگ بہت جلد آدھی رات کو کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں، ایسی تعجیل بھی گو جائز ہے مگر سحری کی اصل حکمت (کہ روزہ میں ضعف لاحق نہ اور قوت برقرار رہے) کے خلاف ہے اور بعض جگہ عوام یہ غلط اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ جب ایک بار سحری کھا کر نیت کر لی یا سو گئے تو اب کوئی چیز کھانا پینا جائز نہیں اگر چہ رات باقی ہو، اس غلط اعتقاد سے توبہ کرنا واجب ہے۔ بعض اس کے برعکس سحری اتنی تاخیر سے کرتے ہیں کہ روزہ ہی مشتبہ ہو جاتا ہے، ان کی نظر نقشوں اور گھڑیوں پر ٹکی رہتی ہے حالانکہ دونوں میں غلطی کا امکان ہے۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ نقشوں اور گھڑیوں کے وقت سے بھی کچھ دیر پہلے آدمی فارغ ہو جائے اور کچھ حضرات یہ سوچ کر کہ لوگ سحری چھوڑ دیں فجر کی اذان وقت سے پہلے دیتے ہیں، اس میں بھی بہت سی قباحتیں ہیں اس لیے اذان اپنے وقت پر ضروری ہے۔

(۶) افطار میں عجلت یا تاخیر:

افطار میں بعض لوگ بہت عجلت سے کام لیتے ہیں جس سے روزہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نقشوں میں تو اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ پھر سحر و افطار کے نقشوں میں دیے گئے اوقات یقینی نہیں ہوتے بلکہ حسابی اعتبار سے تقریبی ہوتے ہیں۔ بعض ناسمجھ ریڈیوں کی اذان (خواہ وہ کسی دوسرے شہر کی ہی ہو) سن کر افطار کر دیتے ہیں، پھر ریڈیو کی اذان اور سائرن وغیرہ عموماً نقشوں کے مطابق بجائے جاتے ہیں، لہٰذا ان پر مکمل اعتماد کرنا درست نہیں، خصوصاً جبکہ کئی ایسے واقعات ہو بھی چکے ہیں کہ سائرن یا اذان کے وقت آفتاب کو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے، ۱۳/رمضان ۱۳۹۷ھ کو ریڈیو پاکستان نے چار پانچ منٹ قبل ہی اذان دینا شروع کر دی، جو بھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے بعد صحیح وقت پر ا ذان نشر کی، لاکھوں افراد نے پہلی اذان پر روزہ افطار کر کے اپنا روزہ خراب کیا، اس لیے اپنی گھڑیوں کو

معیاری وقت پر رکھیں اور افطار نقشے میں دیے گئے وقت کے ۳ منٹ بعد کریں، جہاں اتنے گھنٹے صبر کرلیا وہاں دو تین منٹ کا انتظار کیا مشکل ہے؟ اور بعض وہمی لوگ وقت ہو جانے کے باوجود تاخیر کرتے ہیں، ایسی تاخیر حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔ اور کئی لوگ افطار کے بعد کھانے پینے اتنی دیر مشغول رہتے ہیں کہ مغرب کی جماعت بالکل فوت ہو جاتی ہے یا ایک دو رکعت نکل جاتی ہیں اور مسجد کی جماعت نکل پر کچھ حضرات گھر میں اپنی جماعت کر لیتے ہیں جو اکیلے نماز پڑھنے سے تو بہتر ہے مگر مسجد کی جماعت کا کسی طرح بدل نہیں، اس مسئلہ کا آسان حل یہ ہے کہ افطاری گھر کی بجائے مسجد میں کی جائے، لیکن اس میں بھی مسجد کے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ کھانے کی کوئی چیز مسجد میں گرنے نہ پائے، اس میں شور وغل بلکہ بلاضرورت گفتگو بھی نہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا جائے جس سے مسجد میں آنے والے نمازیوں کو تشویش ہو۔ اگر گھر کے قریب مسجد ہو تو گھر میں بھی مختصر افطاری کے بعد تکبیرۂ تحریم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

اعتکاف

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی، پھر اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کا معمول جاری رکھا۔ (بخاری ومسلم)

(۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کو ان تمام اچھے کاموں کا جو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ایسے ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ نیکی کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اعتکاف کی تعریف اور اس کی شرائط:

اعتکاف کہتے ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو، صحت اعتکاف کے لیے درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے:

(۱) مسلمان ہونا، کافر کا اعتکاف نہیں۔

(۲) عاقل ہونا، مجنون کا اعتکاف نہیں۔ بالغ ہونا شرط نہیں اس لیے نابالغ سمجھدار بچہ بھی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔

(۳) جنابت سے پاک ہونا، ناپاک شخص کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

(۴) اعتکاف کی نیت کرنا، بلانیت مسجد میں بیٹھنے سے اعتکاف نہ ہوگا۔

(۵) جس جگہ اعتکاف بیٹھے وہ جگہ شرعی مسجد ہو۔

(۶) سنت اور واجب اعتکاف میں روزہ سے ہونا۔

عالمگیریہ:ص۱۲۴، ج۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:ص۳۸۱)

مسجد کی حد:

مسجد سے مراد خاص وہ حصہ زمین ہے جو نماز کے لیے تیار کیا گیا ہو، یعنی اندر کا کمرہ، برآمدہ اور صحن۔ باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں، خواہ ضروریات مسجد ہی کے لیے وقف ہو، جیسے امام کا حجرہ، مسجد سے ملحق، مسجد سے ملحق مدرسہ، اگر معتکف نے بلاضرورت ان میں قدم رکھا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسجد سے نکلنے کی حد:

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم تب لگے لگا جب دونوں پاؤں مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ مسجد سے باہر ہے، لہٰذا صرف سر باہر نکالنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

مسجد کی چھت یا زینہ پر چڑھنا:

مسجد کی چھت کا بھی وہی حکم ہے جو، مسجد کا، اسی طرح مسجد کئی منزلہ ہو تو اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا ایک ہی حکم ہے، معتکف سب میں آجا سکتا ہے، بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ حدود مسجد کے اندر ہو۔

حدود مسجد سے لاپروائی:

اس مسئلہ میں بہت سے معتکف کوتاہی کا شکار ہو کر اپنا اعتکاف توڑ بیٹھتے ہیں، اس لیے معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی حدود پوری طرح معلوم کرلے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب: جس کی منت مان لی جائے خواہ منت کسی شرط پر موقوف ہو، مثلاً میرا فلاں کام

ہو گیا تو اتنے دن کا اعتکاف کروں گا۔ یا منت کسی شرط کے بغیر ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے لیے اتنے دنوں کا اعتکاف میرے ذمہ ہے، منت کا اعتکاف اس صورت میں واجب ہوتا ہے کہ زبان سے الفاظ ادا کر کے اپنے ذمہ واجب کرے۔ صرف دل میں نیت کرنے سے منت نہیں ہوتی۔

(۲) مسنون: رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(۳) دو قسموں کے سوا جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔

اعتکاف ہر محلّہ میں سنت کفایہ ہے:

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف شہر کے ہر محلّہ کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی ہر محلّہ کی مسجد میں ایک آدمی اعتکاف بیٹھے ورنہ پورا محلّہ تارک سنت ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ۔ ص ۵۰۸، ج ۴)

اعتکاف کس مسجد میں افضل ہے:

اعتکاف کے لیے سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے، اس کے بعد مسجد نبوی پھر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) پھر بڑی مسجد جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں، بشرطیکہ اس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، ورنہ اپنے محلّہ کی مسجد افضل ہے۔

مسنون اعتکاف کس وقت شروع ہوتا ہے:

مسنون اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے ضروری ہے کہ ۲۰ رمضان کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت بھی غروب آفتاب سے پہلے کر لے، خواہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کرے یا داخل ہونے کے بعد کرے۔ اگر غروب کے بعد مسجد میں داخل ہوا، یا مسجد میں پہلے سے موجود تھا مگر نیت غروب کے بعد کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا، مستحب ہو جائے گا، اس لیے کہ پورے عشرہ اخیرہ اعتکاف نہ ہوا۔ (امداد الفتاویٰ: ص ۱۵۴، ج ۲۔ جواہر الفقہ: ص ۳۸۳، ج ۱)

معتکف کے لیے مستحب امور:

اعتکاف بیٹھنے والے کے لیے درج ذیل کام مستحب ہیں:

(۱) لایعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے، زبان سے صرف کلمہ خیر نکالے۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ حالات اور سلف صالحین کے واقعات وملفوظات کا مطالعہ کرے۔

(۴) اسی اثناء میں مسائل دینیہ (اہل حضرات یا مستند کتب کی مدد سے) سیکھنے پر خصوصی توجہ دے (عالمگیریہ ص۲۱۲ ج ا۔ ردالمختار ص۴۵۰ ج ۲)

(۵) علاوہ ازیں نفل نمازوں (تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد) کی حتی الامکان پابندی رکھے۔

(۶) تمام اذکار مسنونہ پابندی سے پڑھے۔

(۷) درود شریف، کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے۔

(۸) شب قدر کی پانچوں راتوں میں ممکن ہو تو رات بھر بیدار رہے اور انہیں مختلف قسم کی عبادات میں بسر کرے، نوافل اور ذکر وتلاوت کے علاوہ دعا کی کثرت کرے۔

(۹) جہاں اپنے لیے دعا کرے وہاں اپنے والدین، اعزہ واحباب، ملک وملت بلکہ پوری امت کے حق میں دعا کرے۔

(۱۰) شب قدر کی راتوں میں یہ دعا بھی اہتمام وتوجہ سے کرے:

﴿اللھم انک عفو، تحب العفو فاعف عنی﴾

اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند کرتے ہیں، پس مجھے بھی معاف کردیجیے۔ (ترمذی واحمد وابن ماجہ)

تنبیہ: ان امور کی بجا آوری بقدر استطاعت کی جائے، اتنا زیادہ غلو جس سے دوسروں کو اعتکاف سے توحش ہو جائز نہیں۔

صدقۃ الفطر:

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اسی قدر وزن کے چاندی کے روپے ہوں یا زیور یا مال وجائیداد یا تجارت کا مال ہو یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اسی قدر وزن کی اشرفیاں یا زیور ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال بھی گزر

گیا ہو اگر کسی کے پاس مال بہت ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ ادا کیا جائے۔ تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ایک آدمی کا بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم ہیں۔ یا ان کی قیمت اور جو ساڑھے تین سیر ہے۔ اپنے عزیز واقارب سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقۃ الفطر دیا جائے تو درست ہے اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ الفطر دیا جائے تو درست ہے اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ الفطر کئی محتاجوں کو دے دیں تو بھی درست ہے عید کی نماز سے پہلے ادا کرن دنا بہت زیادہ ثواب کا باعث جس نے عذر سے یا عفت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے! بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار مال رکھتا ہو۔ صدقۃ الفطر موذن یا امام وغیرہ کو اُجرت میں دینا جائز نہیں اور مسجد کی تعمیر اور اس کے مصارف میں لگانا بھی درست نہیں۔

رؤیت کا بیان:

اگر مطلع صاف ہوگا تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا۔ ایک یا دو کے قول کی سند نہیں۔ اگر مطلع صاف نہیں تو رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کا خبر دینا کافی ہے خواہ مرد یا عورت بشرطیکہ فاسق نہ ہو اور عید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ چاند دیکھا ہے اور شرط یہی ہے کہ فاسق اور بدکار نہ ہوں۔

ترکیب نماز عید:

پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سُبحانَكَ اللهُم آخر تک پڑھے اور دوسری و تیسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں اور چوتھی تکبیر میں پھر باندھ لئے جائیں۔ امام فاتحہ وصورت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ وسورت کے تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے رہیں اور چھوتھی تکبیر پر رکوع کریں۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ بعد نماز امام خطبہ ماثورہ پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنیں۔ نماز عید الفطر سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

مسائلِ زکوٰۃ

اہلیتِ وجوب:

زکوٰۃ کس شخص پر فرض ہوتی ہے؟

زکوٰۃ کے وجوب کی شرطیں درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہو، (غلام باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہو، (کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھدار ہو، (پاگل پر زکوٰۃ نہیں جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہو، (بچہ پر زکوٰۃ) [عالمگیری:۱/۱۷۲]

(۵) اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہو

(خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص۔)

[درمختار:۳/۱۷۴]

بے ہوش صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو، مگر اس کی ملکیت میں نصاب زکوٰۃ کے بقدر مال موجود ہو، تو اگرچہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ [عالمگیری:۱/۱۷۲]

شرائطِ وجوب:

زکوٰۃ کس مال پر فرض ہے؟

(۱) مال بقدرِ نصاب ہو، (مثلاً سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (۸۷/گرام ۴۸۰/ملی گرام) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ (۶۱۲/گرام ۳۶۰/ملی گرام) یا ان کی قیمت کے بقدر روپیہ یا مالِ تجارت وغیرہ)

(۲) ملکیت تام ہو (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سر دست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہے)

(۳) نصاب، ضرورتِ اصلی سے زائد ہو، (استعمالی ساز و سامان پر زکوٰۃ نہیں ہے)

(۴) نصاب، قرض سے خالی ہو، (یعنی قرض کی رقم منہا کر کے نصاب مکمل مانا جائے)

(۵) مال، نامی ہو، (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو، جیسے سونا چاندی یا عملی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت۔

[عالمگیری: ۱/۱۷۲ـ تا ۱۷۴، بدائع الصنائع ۲/ ۷۸، شامی زکریا ۳/ ۱۷۴]

مالِ نامی کی تعریف

مالِ نامی (بڑھنے والا مال) کی دو صورتیں ہیں:

(۱) پیدائشی مال نامی: یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مالِ نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہیں۔

(۲) عملی مالِ نامی: یعنی وہ مال جسے تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو۔

[عالمگیری: ۱/ ۱۷۴، شامی زکریا ۳/ ۱۷۹]

کس طرح کے اموال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے؟

درج ذیل طرح کے اموال اور اثاثہ جات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ ان کی قیمت کتنی ہی ہو:

(۱) رہنے کے گھر۔

(۲) استعمالی کپڑے، چادریں، فرش وغیرہ۔

(۳) گھر کا ساز و سامان (فرج، کولر، واشنگ مشین وغیرہ)

(۴) سواریاں (گاڑی، موٹر سائیکل وغیرہ)

(۵) غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۶) اپنی حفاظت کے لیے رکھے گئے ہتھیار۔

(۷) گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ۔

(۸) سجاوٹ کے برتن۔

(۹) ہیرے جواہرات۔

(۱۰) مطالعہ کی کتابیں

(۱۱) صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے فیکٹریاں کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشت کار حضرات کے ٹریکٹر، اور آلاتِ زراعت وغیرہ۔

(نیز ہر ایسا سامان تجارت جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو)

[عالمگیری:۱/۲/۱۷]

تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا

اگر کوئی مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

[عالمگیری:۱۷۴، شامی زکریا۳/۱۹۲]

خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا

کوئی چیز استعمال کے لیے خریدی ساتھ میں یہ نیت تھی کہ نفع ملے گا تو بیچ دوں گا ورنہ رکھے رہوں گا، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

[طحاوی:۳۹۱، الدرالمختار مع الشامی زکریا۳/۱۹۵)

بنیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ

کوئی سامانِ تجارت کی نیت سے خریدا ہے مگر ابھی قبضہ نہیں کیا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

[الدرالمختار مع الشامی زکریا۳/۱۸۰]

مرزا غلام احمد کی طرف سے سلسلہ بیعت کی ابتداء

گزشتہ شماروں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاچکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں کچھ دعوے کئے تھے، جن کی تائید وتوثیق اس کے ہم مسلک اور جگری دوست مولانا محمد حسین بٹالوی نے بھرپور طریقہ سے کی تھی۔ اور یہ بھی ذکر کیا تھا کہ مولانا بٹالوی کی اس تائید وتوثیق کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو لدھیانہ کے دورے پڑنے لگ گئے تھے جو کہ مولانا بٹالوی کی سرپرستی میں تھے، اور ان دوروں کا محفوظ انتظام مولانا بٹالوی کے خاص الخاص ان کے ہم مسلک مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ آنریری مجسٹریٹ لدھیانہ کیا کرتے تھے۔ چونکہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مخالفت لدھیانہ شہر ہی سے شروع ہوئی تھی اور اس کا محرّک خاندانِ علماء لدھیانہ ہی تھا، باقی پورے ہندوستان میں کہیں سے بھی اس طرح کی مزاحمت ہونا تو ایک طرف بلکہ اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کو شاندار خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہا، اس لئے مولانا بٹالوی کی کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے لدھیانہ ہی میں اس مزاحمت کو روک یا جائے، اس کے لئے ضروری تھا کہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ لدھیانہ کے عوام وخواص خاندانِ علماءِ لدھیانہ کے موقف کے مخالف ہوکر مرزا قادیانی کے گرویدہ ہوجائیں۔ اس لئے ضرور سمجھا گیا کہ مرزا قادیانی باقاعدہ ایک جماعت بنائے اور اس کے لئے لوگوں سے بیعت لی جائے اور پھر بیعت کا سلسلہ بھی اسی شہر لدھیانہ سے شروع کیا جائے۔ یہ کام بڑے منصوبے سے ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ اس بیعت میں مولانا بٹالوی کا کردار یہیں تک محدود ہو مگر مرزا قادیانی کے شیطانی ذہن میں اس سے اگلا پلان بھی تھا، اس کے متعلق آئندہ تفصیلاً آرہا ہے۔

وہ (مرزا غلام احمد) جو کہ شروع شروع میں ایک بڑے عرصہ تک بیعت کو لغو اور بے معنی قرار دیتا رہا، کیونکہ وہ عقیدۃً غیر مقلّد تھا، اور غیر مقلّدین کے نزدیک پیری مریدی ایک قسم کا مشرکانہ فعل ہے، جیسا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا مرزا صاحب فرماتے تھے کہ انسان

کوخود سعی ومحنت کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہوجایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔ (سیرۃ المہدی جلد نمبر ا، صفحہ ۲۵۳)

مگر مرزا قادیانی نے اپنے اس نظریہ کے برعکس نظریہ ضرورت کے تحت لوگوں سے بیعت لینے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس نے ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰/رجب ۱۳۰۶ھ کو سب سے پہلے لدھیانہ میں بیعت لی، پھر اس کے بعد اس بیعت کے لئے اشتہار بھی چھپوائے۔ (ایضاً ص ۶۳)

اس بیعت تک تو مولانا بٹالوی کا مرزا قادیانی سے کوئی اختلاف نہیں تھا بلکہ سرپرستی شامل تھی مگر جب اس نے مسیح موعود ہونے دعویٰ کیا تو اختلاف ہوگیا، اس اختلاف کا ذکر آگے آرہا ہے۔

پھر مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی لدھیانہ ہی میں تجدید بیعت کا اہتمام کیا اور حکیم نورالدّین سے سب سے پہلے ازسرنو بیعت لی۔ (ایضاً ۱۴)

مولانا محمد حسین بٹالوی کی مرزا قادیانی سے کشیدگی

مولانا محمد حسین بٹالوی اب تک مرزا قادیانی کے دعووں کی حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے چلے آرہے تھے کہ اچانک ان دونوں جگری وفکری دوستوں کا اختلاف شروع ہوگیا۔ اختلاف کس بنیاد پر تھا اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔

(ا) یہ کہ مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے درمیان رقم کی تقسیم کے مسئلے میں اختلاف ہوگیا تھا جو کہ اس نے ''براہین احمدیہ'' کے شائع کرنے کے نام پر لوگوں سے اکٹھی کی تھیں۔

اس کی طرف مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے اشارہ کیا ہے:

> ''براہین'' کی اشاعت کے زمانے میں اور اس کے کئی سال بعد تک مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی مرزا صاحب کے ہم نوالہ وہم پیالہ تھے۔ بلکہ قادیانی تقدس کی بیل دراصل مولوی محمد حسین ہی کی کوششوں سے منڈھے چڑھی تھی۔ پس اس لحاظ سے کہ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم مرزائی دکانداری کے اسرار وخفایا کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اس بارے میں ان کی شہادت سب سے زیادہ وقیع اور قابل وثوق سمجھی جائے گی کہ مرزا صاحب نے قوم کا کتنا روپیہ کھایا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کو لکھا تھا کہ

آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپیہ ''براہین'' کی قیمت اور قبولیت دعاؤں کے طمع دے کر خرد برد کر چکے ہیں اور کتاب ''براہین'' ہنوز دربطن شاعر کی مصداق ہے اور قبولیت دعاؤں کے امیدوار آپ کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ (رئیس قادیان ص ا۷ جلدا)

میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ قادیانی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بچپن کے دوست اور ہم سبق تھے کیونکہ جس زمانہ میں مرزا صاحب کے والد حکیم غلام مرتضیٰ صاحب بٹالہ میں مطب کرتے تھے، انہی دنوں مرزا غلام احمد بھی کئی سال بٹالہ میں باپ کے ساتھ رہ کر مولوی محمد حسین کی رفاقت میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ تقدس فروشی کی دکان کھولنے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بڑی مدد کی تھی۔ گو مرزائیت کے فروغ دینے میں حکیم نورالدین کا اقتدار بھی بہت کچھ بروئے کار آیا لیکن اصل یہ ہے کہ اگر مولوی محمد حسین کا دست اعانت مرزا صاحب کی یاری نہ کرتا تو تقدس کا کاروبار حکیم نورالدین کی عون ونصرت کے باوجود بمشکل چل سکتا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان ایام میں اہل حدیث کی جماعت نے ہندوستان کے اندر نیا نیا جنم لیا تھا۔ یہ حضرات بعض اختلافی مسائل کی بنا پر حنفیوں سے بالکل منقطع ہو گئے تھے اور اس جماعت میں نیا نیا جوش اور ولولہ تھا۔ ان دنوں مولوی محمد حسین نے جو پنجاب کے علمائے اہل حدیث میں اعلم العلماء مانے جاتے تھے اور حکومت کی طرف سے بھی ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا تھا ''اشاعت السنۃ'' کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کر رکھا تھا جس میں مسلک اہل حدیث کی تائید کی جاتی تھی۔ اور پر جوش واولوالعزم اہل حدیث اس رسالہ کی سرپرستی کو اپنا فرض ایمانی سمجھتے تھے اور ہندوستان بھر میں بمشکل کوئی ایسا لکھا پڑھا اہلحدیث ہوگا جو اس رسالہ کا خریدار نہ ہو۔ چونکہ مرزا صاحب مولوی محمد حسین ہی کے ساختہ پرداختہ تھے، اس لئے مولوی صاحب نے تہیہ کر لیا تھا کہ قادیانی صاحب کو سمک سے سماک تک پہنچا کے دم لیں گے، چنانچہ انہوں نے اپنے کثیر الاشاعت رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں مرزا صاحب کے حق میں وہ بے پناہ پروپیگنڈا کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں قادیانی صاحب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔

پہلی بنائے مخاصمت

ایک بٹالوی دوست نے خاکسار راقم الحروف سے بیان کیا کہ ''مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ میں نے ''سراج منیر'' کے نام سے ایک کتاب محاسن اسلام پر لکھی ہے۔اس کی طباعت پر چودہ سو روپیہ لاگت آئے گی۔اور اپیل کی کہ اگر مجھے چودہ سو روپیہ عطا کئے جائیں تو میں اس کتاب کو چھپواؤں۔لوگوں نے خوب چندہ دیا لیکن مرزا صاحب نے ایک خطیر رقم وصول کر لینے کے بعد بالکل خاموشی اختیار کر لی۔چونکہ ''براہین احمدیہ'' کی رقمیں بھی کھائے بیٹھے تھے۔اس لئے ایک مرتبہ مولوی محمد حسین نے سمجھایا کہ پہلے ''براہین'' کی رقمیں تمہارے ذمہ واجب الادا تھیں۔اب تم نے ''سراج منیر'' کا بھی چودہ سو روپیہ وصول کر کے چپ سادھ لی ہے۔یہ بدمعاملگی بدنامی کا باعث ہے۔مرزا صاحب نے کچھ حیلے حوالے کر کے بات کو ٹلا دیا۔کسی قدر وقفہ کے بعد مولوی صاحب نے مکرر سمجھایا کہ جب لوگ رقمیں مدت سے دے چکے ہیں تو تم کتاب چھپوا کر لوگوں کی شکایات دور کیوں نہیں کر دیتے۔یہ ایک دوستانہ ہمدردانہ مشورہ تھا۔لیکن الہامی صاحب نے اس کو بہت برا منایا اور فرط غیظ میں کہا ''میں نے تمہاری وساطت سے روپیہ نہیں لیا تھا جو تم خواہ مخواہ بیچ میں کود پڑے ہو اور کہا کہ چندہ دینے والے تو خاموش ہیں اور تم تقاضا کئے جاتے ہو اور اگر ان لوگوں نے تمہیں اپنا وکیل مقرر کیا تو تم اپنا وکالت نامہ دکھاؤ! یہ ٹکا سا جواب سن کر مولوی صاحب کلیجہ مسوس کر رہ گئے اور مرزا صاحب سے قطع تعلق کر لیا۔

(رئیس قادیان صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

یہی وجہ ہے کہ مولانا بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے اختلاف کے بعد اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کے مختلف شماروں میں مختلف مقامات پر مرزا غلام احمد قادیانی پر ''براہین احمدیہ'' کا دس ہزار روپیہ کھا جانے کا بار بار ذکر کیا ہے۔

(۱) آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپیہ کتاب ''براہین احمدیہ'' کی قیمت میں اور قبولیت دعاؤں کی طمع دے کر خورد برد کر چکے ہیں۔اور کتاب براہین ہنوز در بطن شاعر کا مصداق ہے۔(اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۱۵ ص ۱۰)

(۲) اور جو عام لوگوں سے وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں کی ہیں وہ لوگ جانتے ہیں کہ قیمت ''براہین احمدیہ'' کا ہزار ہا روپیہ آپ خورد برد کر گئے ہیں اور اس کے طبع و اشاعت کے کئی وعدے دے چکے ہیں۔مگر کتاب ہنوز دہلی شاعر کا مصداق ہے۔

(اشاعت السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ ص ۲۰۷)

(۳) کون سی کتاب میں اس نے اسلام کی پوری تائید کی ہے ، کتاب ''براہین احمدیہ'' میں اس نے بیان تین سو دلائل حقیت اسلام کا جھوٹا وعدہ دے کر اور خلاف واقعہ طمع دلا کر دس ہزار سے زائد روپیہ مسلمانوں کا کھینچا اور خورد برد کیا اور اس کتاب میں ایک دلیل بھی پوری بیان نہ کی اور نہ دس برس کے عرصہ میں کتاب چھپوائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور اس کے دلائل ہنوز دہلی شاعر کا مصداق ہے۔

ہاں ان کاروائیوں سے فائدہ ہے تو اس کی ذات خاص کو ہے کہ وہ دس ہزار روپیہ سے زائد لوگوں کا مال کھا کر اس بڑھاپے میں خوب موٹا و تازہ بن گیا ہے۔

(اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۱)

ان تمام حوالوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اختلاف ان دونوں رفیقوں کا روپیہ کی تقسیم کے مسئلہ پر ہوا تھا کیونکہ مولانا بٹالوی نے ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت اور اس کو فروخت کرنے کے لیے جتنی اشتہار بازی اور بیان بازی اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں کی تھی اس سلسلے میں مولانا بٹالوی اپنے آپ کو ''براہین احمدیہ'' کی رقم میں برابر کا حصہ دار سمجھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ مولانا بٹالوی بار بار جگہ جگہ ایک ہی لفظ پکار رہے ہیں۔کہ دس ہزار روپیہ، دس ہزار روپیہ، کھا گیا ہے۔اور موٹا تازہ ہو گیا ہے۔

دوسری وجہ مخاصمت

دوسری وجہ اختلاف کی جو کہ قادیانیوں کی طرف سے بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی سے پوچھے بغیر ہی اپنے نئے دعوے کر دیئے تھے۔اس بنیاد پر مولانا بٹالوی اس سے ناراض ہو گئے۔جیسا کہ ''تاریخ احمدیت'' کا مصنف لکھتا ہے:

انہیں (بٹالوی صاحب کو) غصہ اس بات پر تھا کہ مجھ سے اپنے دعوے سے متعلق آپ (مرزا قادیانی) نے مشورہ کیوں نہیں کیا۔(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب محمد اکرام لکھتے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں انہوں (مرزا قادیانی) نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس کی وجہ سے ان میں اور عام مسلمانوں میں اختلاف اور مخالفت کا دروازہ کھلا۔ مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے جواب تک ان کے دوست اور شریک کار تھے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ (موج کوثر ص ۱۷۸)

آخر وہی ہوا جس کی طرف علماءِ لدھیانہ نے توجہ دلائی تھی

آجکل غیر مقلدّین (اہل حدیث) اسی بات پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی میں مسیح موعود ہونے کے دعوے سے پہلے کوئی کفر کی وجہ نہیں پائی جاتی تھی۔ وہ اس لئے کہ مرزا قادیانی کے ''براہین احمدیہ'' میں تمام دعووں کی تشریح وتاویل وتوثیق مولانا بٹالوی کر چکے تھے۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی پر جب خاندانِ علماءِ لدھیانہ نے اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں دعووں کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ دیا تھا تو مرزا قادیانی نے ان میں سے کسی بھی عبارت کی نہ تو تاویل نہیں کی اور نہ ہی انکار کیا، اگر تاویل کی تو مولانا بٹالوی نے ہی کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی عبارتوں کی مولانا بٹالوی کی طرف سے کی گئی ان تاویلات و توثیقات (جس میں اس کو مولانا بٹالوی نے مثیل مسیح قرار دیا تھا) کے بعد اپنے طور پر تشریح کر کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ اپنے ایک زیرِ طبع رسالہ ''فتح اسلام'' میں کیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر یہ لکھا کہ:

> ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدے کو پورا کر دیا اور اپنے رسول ﷺ کی پیش گوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا، اور نہ صرف اس پیش گوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیش گوئیوں اور خوارق کا راستہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گذر گئے، اور بے شمار روحیں اسی شوق میں سفر کر گئیں ،وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا

تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا" میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے"......ایک مثیل المسیح کا وعدہ کیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اُسی زمانہ کی مانند اور اور اُسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی، یعنی چودھویں صدی میں سے اُترا اور وہ اُترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے، اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہیے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوتے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے، مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کرے گا" دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" (فتح اسلام، صفحہ ۷۔۸۔۹)

مرزا قادیانی اسی رسالہ میں ایک اور جگہ لکھتا ہے:

حضرت عالی سیدنا و مولانا ﷺ بطور پیش گوئی فرما چکے ہیں کہ "اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت مشابہت پیدا کر لے گی، اور وہ سارے کام دکھائے گی جو یہود کر چکے ہیں، یہاں تک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی۔ تب فارس کے اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا، اگر ایمان ثُریّا میں معلق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پالیتا"۔ یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ کی ہے جس کی حقیقت الہامِ الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کر دی، اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور

ہوگئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں۔پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی ﷺ کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہوگئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں،تا وہ پیش گوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔پس خدا تعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا''مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے،چاہو تو قبول کرو''......سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل ''براہین احمدیہ'' میں بسط تمام مندرج ہے۔''حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے،سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔میں آسمان سے اُترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے'

(حاشیہ فتح اسلام صفحہ ۹۔۱۰۔۱۱)

مرزا قادیانی اس کی مزید تشریح اپنے ایک اور رسالہ ''توضیح مرام'' میں یوں بیان کرتا ہے:

یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے '' محدّث'' ہو کر آیا ہے،اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے،گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے،کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں،اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے،اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے،اور نبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے،اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو باب نبوت مسدود ہے اور وحی انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ بابِ نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے

ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔

(توضیح مرام، صفحہ ۶۰)

مسیح موعود ہونے کے دعوے کی بنیاد کیا تھی

اب دیکھنا یہ ہے کہ مسیح موعود ہونے کے اس دعوے کے پیچھے کونسا نظریہ کارفرما تھا؟ اگر غور کیا جائے تو مثیلِ مسیح ہونے کے بعد عین مسیح ہونے کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے دعوے کی ساری بنیاد اپنی کتاب ''براہین احمد'' میں کئے گئے ان دعووں پر رکھی جن کی مولانا محمد حسین بٹالوی نے تصدیق، تائید اور توثیق کی تھی۔ مرزا غلا احمد قادیانی نے ''براہین احمدیہ'' میں لکھا تھا کہ میں مثیل مسیح ہوں، اس کی عبارت یہ تھی:

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت وانکسار اور توکل اور ایثار اور آیات وانوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بے حد اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا تاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہیں اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے (ﷺ) سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح کی پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعے سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔'' (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس عبارت پر خاندانِ علماء لدھیانہ نے کہا تھا کہ یہ شخص اس دعوے کی آڑ میں نبوت کا مدعی ہے، تو اس پر مولانا بٹالوی نے یہ تاویل فرمائی تھی:

اسی صفحہ میں آیت بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کر کے حضرت مسیح سے اپنا مشابہ ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کی طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشنگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔

پھر فرماتے ہیں: یہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصدق ہیں کہ مؤلف کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا اِدعا ہے سو بھی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف میں بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف میں اور غلبہ اسلام سے جس کی مؤلف کو بشارت دی گئی ہے دلائل و براہین کا غلبہ مراد ہے نہ سیاست ملکی کا غلبہ۔

مولانا بٹالوی اپنی اس تشریح میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مثیلِ مسیح تھا کے متعلق فرماتے ہیں:

''اور مؤلف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ مؤلف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جس کا اہل اسلام اور عیسائیوں (دونوں) کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مؤلف حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے۔''

اسی طرح بٹالوی صاحب آگے فرماتے ہیں: ''اسی صفحہ میں آیۃ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کر کے حضرت مسیح سے اپنا مشابہ ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا'' اس سے آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

اور بصفحہ ۵۵۷ پیش گوئی نمبر (۵) جس میں مؤلف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کر کے اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ! الخ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو

حجت اور برہان اور برکات کے رُو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسٰی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔اس عبارت میں الفاظ حجت، برہان، برکات ہمارے بیان کے صاف موئید ہیں۔

مریم سے مراد مرزا قادیانی ہے (مولانا بٹالوی کی تصریح)

یہاں پر ہم مولانا محمد حسین بٹالوی کا ایک اور علمی شگوفہ پیش کررہے ہیں۔اس تحریر میں مولانا بٹالوی مرزا قادیانی کے اس الہام یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ پر علماء لدھیانہ کے اعتراض کا اس طرح جواب دے رہے ہیں۔اس اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ ان الہامات میں بعض غلطیاں ہیں جن سے الہام هُذِّیْ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخلة میں مؤلف کا بہ صیغہ تانیث خطاب اور الہام یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ میں مریم علیہا السلام کا صیغہ تذکیر سے خطاب۔

الجواب: پہلے الہام میں غلطی کا دعویٰ محض افترا ہے۔کتاب میں لفظ هُذِّیْ یا سے جو صیغہ ثانیث ہے کہیں نہیں اس میں بصفحہ ۲۲۶ لفظ هُذّ بحذف یا ہے اور الہام یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ میں لفظ مریم سے مؤلف مراد ہے جس کو ایک روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دی گئی ہے۔وہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر حاملہ ہوئی ہیں۔چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے۔اور انجیل میں تو اس پر صاف تصریح ہے۔(دیکھو اشاعت السنہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۴) ایسے ہی مؤلف براہین بلا تربیت وصحبت کسی پیر فقیر، ولی، مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پا کر مورِدِ الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئے ہیں۔اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے جس میں انہوں نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہ دی ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست
کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اس صورت میں مریم کا خطاب بہ صیغہ تذکیر محل اعتراض نہیں اور اس کے لیے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہیں اور یہاں تو زوج سے مؤلف کی اتباع و رفقاء مراد ہیں (دیکھو صفحہ ۲۶۰ رسالہ ہذا) (اشاعۃ السنہ ص ۲۸۰ نمبر ۹ جلد ۷)

یہاں پر مولانا بٹالوی نے جس انداز میں مرزا قادیانی کے الہام کی توجیہ بیان کی ہے اس سے ایک صاحب ایمان کی پیشانی شرم سے عرق آلود ہو جاتی ہے، جبکہ بعد میں مرزا قادیانی اسی الہام کے متعلق لکھتا ہے: بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی۔ تب اس کے رِحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی، اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا رتبہ اس کو ملے گا پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی، تب مریم سے عیسیٰ نکل آئیگا۔ یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائیگا۔ گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا، اور اس طرح وہ ابن مریم کہلائے گا۔ جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' میں اوّل میرا نام مریم رکھا گیا، اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں، اور وہ یہ ہے کہ ''اَنّٰی لَكِ هٰذَا'' یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں، یعنی اس الہام میں کہ ''هُزِّیْ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ'' یعنی اے مریم کھجور کے تنے کو ہلا۔ اور پھر اس کے بعد ۴۹۶ ''براہین احمدیہ'' میں یہ الہام ہے ''یَا مَرْیَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ نَفَخْتُ فِیْكَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ'' یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو، میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ ''نَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا'' پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے۔ پھر سب کے آخر میں صفحہ ۵۵۶ ''براہین احمدیہ'' میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا، اس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا ''یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ'' اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا، پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی، دیکھو صفحہ ۴۹۶، اور صفحہ ۵۵۶ ''براہین احمدیہ''۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی

فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر اس کے بعد اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رِحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولّد پائیگا، اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ التحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے، ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف ''براہین احمدیہ'' کو۔ اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ التحریم میں تھی، یعنی اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا، اور پھر مریم سے عیسیٰ بنا دیا جائیگا۔ گویا اس میں سے پیدا ہوگا، وہ کس رنگ میں ''براہین احمدیہ'' کے الہامات سے پوری ہوئی۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۸۔۴۹)

اسی طرح آگے لکھتا ہے:

اس (خدا) نے ''براہین احمدیہ'' کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریم میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ رمیں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ کیا گیا۔ آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہار صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح صفحہ ۵۰، مولفہ مرزا قادیانی)

یہاں پر غور کیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی بار بار ''براہین احمدیہ'' کے الہامات کا حوالہ دیتا ہے، اور پھر اسی الہام کے متعلق لکھتا ہے جس کی تصدیق وتاویل مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کے نزدیک مرزا قادیانی کا مثیلِ مسیح ہونے کا یہ دعویٰ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا تھا جبکہ خاندانِ علماء لدھیانہ کے نزیک یہی دعویٰ مسیحیت اور نبوۃ کی بنیاد تھا، اسی لئے خاندانِ علماء لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ دیکر اس کی اہمیت بتادی تھی۔ خاندانِ علماء لدھیانہ کی ہر ایک بات جب سچ ہوتی ہوئی نظر آئی تو مولانا بٹالوی کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے اختلاف ہو گیا۔

(جاری ہے)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انفاق فی سبیل اللہ

حضرت فاطمہؓ کو انفاق فی سبیل اللہ میں طبعی رغبت تھی آپ سائل اور فقیر کا خیال رکھتی تھیں اور جو کچھ میسر ہوتا انہیں دے دیا کرتی تھیں آپ اور بچے بھوکے رہ جاتے مگر کسی فقیر کو خالی ہاتھ لوٹانا آپ کو گوارا نہ تھا ایک مرتبہ آپ نے کھانا تیار اور کھانے کا وقت آیا تو ایک مسکین دروازے پر آ گیا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں آپ نے وہ سارا کھانا اس سائل کو دے دیا۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت بیمار ہوئے حضور ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ بعض صحابہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ اپنے بچوں کی صحت یابی کے لیے کوئی نذر مان لیں تو حضرت علیؓ نے اس بات کی نذر مانی کہ دونوں بچے صحت یاب ہو گئے تو وہ تین دن روزہ رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو صحت و عافیت دے دی۔ حضرت علیؓ نے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے روزہ رکھا مگر گھر میں کھانے پینے کو کوئی چیز نہ تھی آپ تین دن کے لیے کسی سے تین صاع گیہوں قرض لے کر آئے تاکہ روزانہ ایک صاع پیس کر اس کی روٹی بنائیں اور گھر والے افطار کر لیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے ایک صاع کی روٹی بنائی ابھی کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ پر ایک مسکین آ گیا اور اس نے آواز لگائی:

"اے حضور ﷺ کے گھر والو! تم سلام میں ایک مسکین آدمی ہوں بھوک لگی ہے مجھے کھانے کے لیے کچھ دو اللہ تمہیں جنت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے۔ حضرت فاطمہؓ اٹھیں اور جو کچھ پکایا تھا سب کا سب اس مسکین کو دے دیا اور پانی پر گزارا کر کے سو گئے اور دوسرے دن روزہ رکھ لیا۔ حضرت فاطمہؓ نے دوسرے دن شام پھر ایک صاع کی روٹی بنائی اور جب شام کو کھانے بیٹھے تو دروازہ پر پھر ایک سائل آیا اور اس نے آواز دی: "میں مہاجرین کی اولاد ہوں اور یتیم ہوں مجھے کھانا کھلایئے اللہ آپ کو جنت میں کھلائے گا"۔ حضرت فاطمہؓ نے جو روٹیاں بنائی تھیں وہ سب لا کر اس یتیم کے ہاتھ میں رکھ دیں اور گھر والے بھوکے سو گئے اور دوسرے دن کا روزہ رکھ لیا۔ تیسرے دن پھر حضرت فاطمہؓ نے ایک صاع کی روٹی بنائی اور جب کھانے کا وقت آیا تو پھر کسی نے دروازے پر پکارا یہ ایک قیدی تھا جسے کھانے کی ضرورت تھی۔ حضرت فاطمہؓ نے روٹیاں اسے دے دیں اور پھر ایک بار پھر فاقہ کر لیا۔

بیاد

حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ
خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ

بفیض

حضرت سید نفیس الحسینی
شاہ صاحب رحمہ اللہ

- عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

اس میں وہ سب کچھ جس سے ہر ایک مسلمان کا باخبر رہنا ضروری ہے۔

- تاریخی حقائق سے مزین علمی مقالہ جات
- بے لاگ تبصروں اور تحقیقاتی تجزیوں سے بھرپور
- نقطہ نظر کا کالم ہر لکھنے والے کے لئے
- طلباء، خواتین اور بچوں کے خصوصی صفحات
- حصہ شعروسخن۔ جس میں حمد ونعت، نظم اور غزل۔
- آپ کے مسائل اور ان کا حل

پاکستان میں سالانہ 300 روپے

بیرون ملک سالانہ بذریعہ ہوائی ڈاک 45 امریکی ڈالر

- دینی مدارس کے طلباء اور اساتذہ کیلئے خصوصی رعایت

ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج فیصل آباد
فون 041-8711569

E-mail:milliafsd@yahoo.com

MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@yahoo.com Fax # 041-8502213

جامعہ ملیہ اسلامیہ (المسجلہ)

★ جامعہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ نے قیام پاکستان کے بعد قائم کیا۔

★ قیام پاکستان سے پہلے یہ جامعہ ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا اور بعد میں مدرسہ انوریہ کے نام سے دینی علوم کی ترویج کا کام سرانجام دیتا رہا ہے۔

★ جامعہ میں طلباء وطالبات کے لئے علوم دینیہ کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے ساتھ بی اے تک تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

★ جامعہ میں بیرونی طلباء بھی قیام پذیر ہیں ان کے قیام وطعام جملہ اخراجات کا جامعہ کفیل ہے۔

اعلان داخلہ

برائے طلباء

درجہ کتب

مندرجہ ذیل درجات میں داخلہ جاری ہے

درجہ رابعہ، درجہ ثالثہ،
درجہ ثانیہ، درجہ اولیٰ، درجہ متوسطہ

درجہ حفظ اور گردان

برائے طالبات

(عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ)

درجہ حفظ اور گردان

انگلش لینگوئج، عربی لینگوئج اور کمپیوٹر کی تعلیم کا خاص اہتمام

جامعہ کی تعمیرات کا کام ابھی کافی باقی ہے یہ کام اہل اسلام کے مالی تعاون سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

★ جامعہ کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی جامعہ گورنمنٹ سے کوئی امداد لے رہا ہے۔

★ جامعہ کے اخراجات اہل اسلام ہی پورے کرتے ہیں لہٰذا زکوٰۃ، خیرات، عطیات، صدقات اور چرمہائے قربانی سے جامعہ کی سرپرستی فرمائیں۔

ترسیل زر اور رابطے کیلئے
مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569